Regd. E.P. No 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

تاریخ اشاعت ۔ ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ ۔

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

ممالک غیر ۷½ روپے

فی پرچہ ۲؍

جلد ۳ | ۲۸ ظہور ۱۳۳۳ ہش - ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ - ۲۸ اگست ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۴

جماعت احمدیہ غیروں کی نظر میں!

ایک سکھ دوست کے تاثرات

از جناب سردار مستا سنگھ صاحب آف چولا صاحب ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر

سردار صاحب موصوف گذشتہ ایام میں قادیان میں جماعت احمدیہ کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ اور انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں اپنے پُر خیالات کا تحریری طور پر اظہار فرمایا۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

"میں نے دنیا میں جو جماعت احمدیہ کے بارے میں سنا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب خدا کا رستہ بتانے والے ہیں اور ان سے خدا نے وعدے کئے ہیں۔ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اور وہ خدا کے پیارے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے۔ جو انسانوں کی سیوا کرنے والی ہے۔ یہ جماعت ایک فقیرانہ طبقہ ہے۔ اور انسانوں میں ملاپ کرنے والی ہے۔ یہ جماعت خدا کی پیاری ہے۔ خدا کا کلام بتاتی ہے۔ میں جماعت احمدیہ کی واقفیت اور درشن سے بہت خوش ہوا ہیں اس جماعت کو خدا کی پیاری سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب خدا کے پیارے ولی اللہ پیغمبر ہیں۔ اور مرزا صاحب کی جماعت قابل تعریف ہے۔ نیز میری معمولی عقل مرزا صاحب کی تعریف نہیں کر سکتی۔ حضرت مرزا صاحب سچے نبی ہیں۔ آپ جنتا کو خدا کے ساتھ ملاپ کا سچا اور آسان راستہ بتاتے ہیں۔ اور سب کو خدا کے ساتھ ملانے والے ہیں۔"

پریس کانفرنس گورداسپور

جناب سردار کلدیپ سنگھ صاحب نارنگ ڈپٹی کمشنر نے پریس کانفرنس منعقدہ بتاریخ ۲۳ ر اگست بمقام گورداسپور کیا جس میں خاکسار (ایڈیٹر بدر) بھی شریک ہوا۔ ضلع کے خوراک، صحت، زراعت وغیرہ ہر طرح کے حالات سناتے ہوئے بتایا کہ ٹڈیوں کی وجہ سے اس ضلع میں بہت خفیف سا نقصان ہوا ہے۔ نیز فرازشی کو ہیڈ غلی کے سلسلہ میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ ہماری کوشش ہے کہ جو مزارعین بے دخل ہوئے ہوں ان کو دوسرے مقامات پر آباد کر دیا جائے۔ چنانچہ بنجر قدیم کی اراضی ان کو چھ گنا معاملہ پر ٹھیکہ پر دی جا رہی ہے۔ نیز آپ نے بتایا کہ قومی قرضہ میں قریباً ساڑھے انیس لاکھ کی رقم اہالیان ضلع نے نقد جمع کر دی ہے۔ اور قریباً سولہ لاکھ کے وعدے وصول ہو چکے ہیں۔ آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ یہاں کے ایک اخبار نے عدالت کے ایک فیصلہ پر نکتہ چینی کی ہے۔ قانوناً یہ امر ناجائز ہے۔ اور ایسے اخبار پر ہتک عدالت کا مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس امر سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اس دفعہ اس اخبار سے نرمی کا سلوک کر دیا جائے گا۔

بعد ازاں نمائندگان پریس نے جناب سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ملاقات کی۔ آپ نے جرائم کے تھانہ وار نقشہ سے بھی تعارف کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اس ضلع میں قریباً ہر قسم کے جرائم میں گذشتہ سال کی نسبت نمایاں کمی ہوئی ہے۔ ریکارڈ (RANGE) میں صرف سٹر جرائم کی گذشتہ سال کی نسبت کمی ہے۔ یہاں اس ایک ضلع میں ایک سو دس کی کمی ہے۔ یہ بھی بتایا کہ اگر پولیس کے افراد کسی قسم کی زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تو ان سے نرمی کا سلوک نہیں کیا جاتا۔ تاکہ وہ ناجائز طور پر لوگوں کو تنگ نہ کریں۔ آپ نے اس امر کو متعدد مثالوں سے واضح فرمایا نیز جس واقعہ کے متعلق بھی دریافت کیا گیا۔ پوری شرح و بسط سے آپ نے تسلی بخش اطلاع بہم پہنچائی۔

اخبار احمدیہ

ناصر آباد (سندھ) ۱۷ ر اگست۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بدستور خراب ہے۔

۱۸ ر اگست۔ حضور کی طبیعت بدستور خراب ہے۔

۱۹ ر اگست۔ حضور کی طبیعت بدستور خراب ہے۔ احباب اپنے پیارے امام کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں۔

لاہور ۔ ۱۹ ر اگست۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی خاکسار (ایڈیٹر بدر) کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"گو میں ابھی تک لاہور میں زیر علاج ہوں۔ مگر خدا کے فضل سے پہلے سے کافی افاقہ ہے۔ گو آئندہ کے لئے ڈاکٹر صاحبان سخت احتیاط کی زندگی کی تاکید کرتے ہیں۔"

احباب حضرت ممدوح کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۰ ر اگست۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کئی روز سے بخار سے بیمار ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ حضرت بھائی جی بصحت و خیریت جلد قادیان واپس تشریف لائیں۔

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی امریکہ و انگلستان کو روانگی

لاہور ۱۷ ر اگست۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سی۔ ایس۔ پی (ابن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی) حکومت کی طرف سے انگلستان اور امریکہ میں دو ماہ کے لئے سرکاری دورہ پر جانے کے لئے آج صبح پاکستان میل کے ذریعہ مع اپنی بیگم صاحبہ محترمہ کے روانہ ہوئے۔ آپ اس وقت تک حکومت پنجاب کے فنانشل سیکرٹری کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ لاہور ریلوے سٹیشن پر حکومت کے افسران اعلیٰ اور جماعت احمدیہ کے بہت سے احباب نے آپ کو الوداع کہا۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل مکرم مولوی عبد المغنی صاحب نے دعا کرائی۔ اور اس طرح بزرگوں۔ دوستوں اور احباب کے مجمع کثیر نے آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ الوداع کہنے والوں میں فنانشل کمشنر پنجاب۔ ہوم سیکرٹری۔ قائم مقام فنانس سیکرٹری سیکرٹری محکمہ زراعت۔ ڈپٹی سیکرٹری (فنانس) قاضی محمد اسلم صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور۔ عبد الحمید صاحب عارف اکاؤنٹس آفیسر اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے صاحبزادگان کے علاوہ بزرگان اور احباب جماعت میں سے مکرم مرزا عزیز احمد صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ۔ مکرم ملک غلام فرید صاحب مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب مکرم ضیاء اللہ صاحب اور مکرم معتمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ لاہور بھی سٹیشن پر تشریف لائے ہوئے تھے۔

صاحبزادہ صاحب موصوف نے ۲۲ ر اگست کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان روانہ ہونا تھا۔ دو ماہ سرکاری دورہ کے بعد علاج کے لئے ایک ماہ آپ رخصت پر رہیں گے۔ احباب آپ کی بامراد و کامیاب مراجعت اور دونوں کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواستہائے دعا

(۱) سید مشتاق احمد صاحب سمبلپور ۲۷ سال سے سخت بیمار چلے آ رہے ہیں۔

(۲) سجیدہ بیگم صاحبہ کشمیر ۲۳ سال سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ احباب ہر دو کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ڈراما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

(۱) کلام الٰہی سے کچھ

بعثت انبیاء کی اصل غرض

الیہ مرجعکم جمیعاً وعد اللہ حقاً انہ یبدء الخلق ثم یعیدہ لیجزی الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت بالقسط والذین کفروا لھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون ٥ (یونس آیت ۵)

ترجمہ: اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے (یہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے (جو) پورا ہو کر رہنے والا ہے۔ وہ یقیناً مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اُسے لوٹاتا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایک دا ور مناسب حال کام کئے انہیں اجر میں کامل حصہ دے۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا انکے لئے ایک تو پینے کی ایک چیز یعنی کھولتا ہوا پانی ہوگا اور دوسرے ایک دردناک عذاب ہوگا۔ کیونکہ وہ کفر کرتے چلے جاتے تھے۔

تشریح۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک تو انسان کو اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ اُسے اپنی ظاہری آزادی دیکھ کر دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ آخر اس کا واسطہ اللہ تعالیٰ سے پڑے گا۔ دوسرے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہی آخر میں کامیاب ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ترس کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون جنّ و انسان کو میں نے صرف اپنا عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اسی وعدہ کی طرف وعد اللہ حقاً میں اشارہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ آخر کار سب انسان اللہ تعالیٰ کو پالیں گے۔ اور نبیوں کی بعثت کی اصل غرض پوری ہو کر رہے گی۔

انہ یبدء الخلق ثم یعیدہ میں بھی دونوں طرف اشارہ ہے۔ اس طرف بھی کہ مرنے کے بعد انسان کو اللہ تعالیٰ پھر زندگی دے گا۔ اور اس طرف بھی کہ اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ تاکہ نیکوں کے کام ضائع نہ ہوں۔ کیونکہ اگر کوئی خیر کا کام کرے۔ اور اس کے بعد کوئی مخلوق نہ ہو تو اس کے کام سے کون فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مخلوق پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ اور پچھلے لوگ پہلوں کے کام سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور پہلوں کے لئے ثواب کا موجب بنتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۲) جواہر پارے

ناجائز تحفے تحائف — رشوت ستانی

۱۔ حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا جب میں روانہ ہو چکا تو حضور نے ایک آدمی بھیج کر مجھے واپس طلب فرمایا۔ اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس غرض سے واپس بلایا ہے (سنو! وہاں سے) میری اجازت کے بغیر کسی سے کوئی چیز بطور نذرانہ وغیرہ) قبول نہ کرنا کیونکہ ایسی چیز قومی خیانت کے مترادف ہے اور یاد رکھو اس فعل کا مرتکب قیامت کے روز جوابدہ ہوگا۔ یہ کہہ کر حضور نے مجھے سفر پر روانہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت ڈالی ہے یعنی دونوں خدا کے فضلوں اور رحمتوں سے دور ہیں (ترمذی)

(۳) اقوال زریں۔

رشوت دینا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ”رشوت ہرگز نہیں دینی چاہیئے۔ یہ سخت گناہ ہے۔ مگر میں رشوت کی یہ تعریف کرتا ہوں کہ جس سے گورنمنٹ اور دوسرے لوگوں کے حقوق تلف کئے جائیں۔ میں اس سے سخت منع کرتا ہوں لیکن ایسے طور پر کہ نذرانہ یا ڈالی اگر کسی کو دی جائے جس سے کسی کے حقوق کا اتلاف مدنظر نہ ہو بلکہ اپنی حق تلفی اور شر سے بچنا مقصود ہو تو یہ میرے نزدیک منع نہیں اور میں اس کا نام رشوت نہیں رکھتا کسی کے ظلم سے بچنے کو شریعت منع نہیں کرتی بلکہ لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ فرمایا ہے (الحکم ۰۳)

رشوت اور ہدیہ میں فرق۔ رشوت اور ہدیہ میں تمیز چاہیئے۔ رشوت وہ مال ہے کہ جب کسی کی حق تلفی کے واسطے دیا جائے۔ ورنہ اگر کسی نے ہمارا ایک کام محنت سے کر دیا ہے اور حق تلفی بھی کسی کی نہیں تو اس کو جو دیا جائیگا وہ اسکی محنت کا معاوضہ ہے (فتاوی احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۵)

رشوت کا مال۔ سوال۔ رشوت ستانی سے اگر کسی نے مال جمع کیا ہوا ہو اور پھر وہ اس سے توبہ کرے تو اسے کیا کرنا چاہیئے۔ جواب۔ ایسا مال جو رشوت ستانی سے لیا گیا ہے جب توبہ کرے تو اس مال کو ان لوگوں کو جن سے لیا ہے واپس کرے اور اگر پتہ نہ لگے تو پھر اسے صدقہ وخیرات کر دے۔ (الحکم ۲۴ ۳/۳) (مرتبہ م ۔ح ۔ بقاپوری)

اخبار احمدیہ قادیان

۲۲ر اگست۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایڈیٹر بدر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی طرف سے منعقدہ پریس کانفرنس میں شمولیت کے لئے گورداسپور گئے۔

مسٹر رام جی داس گوسائیں صاحب سب انسپکٹر پولیس کا تبادلہ پٹھانکوٹ ہو گیا ہے۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ آپ ایک شریف افسر تھے۔ آپ آپ کی جگہ پٹھانکوٹ سے دیوان موہن لال صاحب اے۔ ایس۔ آئی متعین ہوئے ہیں۔ آپ بھی نیک شہرت رکھنے والے اور منصف مزاج مشہور ہیں۔ آپ آج ہمارے ایریا میں تشریف لائے تا ہمارے حالات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ اور مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ سے ملاقات کی۔

چند روز قبل قادیان کی میونسپلٹی کے ممبران کی اکثریت نے سیکرٹری کو معطل کر دیا ہے۔ تمام پارٹیوں نے مل کر مخالفت میں ایک جلسہ کیا۔ سیکرٹری کے حامیوں نے اس میں دخل اندازی کی۔ جس پر کچھ ہنگامہ ہوا۔ اس سلسلہ میں جناب لیکھراج صاحب گاندھی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تشریف لائے احمدیہ محلہ میں بھی تشریف لائے۔ جہاں محترم ناظر صاحب امور عامہ اور احباب سے ملاقات ہوئی۔ اور جماعت کے عقائد اور نظریات بسط و شرح سے آپ کے علم میں لائے گئے۔

۲۴ر اگست مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی دس روز کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ مکرم حکیم خلیل احمد صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ و مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قائم مقام امیر مقامی ہوئے گئے۔

ولادت مورخہ ۱۲ ۸/۵۸ کو چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ محرر دعوۃ و تبلیغ کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ عزیز کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

عبدالرشید صاحب نیاز کلرک دفتر ناظم جائداد کے ہاں ۲۲ر اگست کو بچی تولد ہوئی اللہ تعالیٰ ہر طرح بابرکت کرے احباب دعا فرمائیں۔

زائرین آمد۔ (۱) ۹ر اگست کو لاہور سے محمود احمد صاحب مالاباری وامیر حمزہ صاحب مالاباری مع صفیہ بیگم صاحبہ۔ حمیدہ بانو صاحبہ و امۃ الحفیظ بی بی صاحبہ

(۲) ۱۸ر اگست کو کرم الدین صاحب عنایت پوسٹ مین جنرل پوسٹ آفس لاہور مع اپنے بچوں ثریا و محمد اشرف کے۔

(۳) ۱۹ر اگست کو صاحبزادہ میاں عباس احمد خاں صاحب (ابن حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب) مع بیگم صاحبہ محترمہ اور اپنے بیٹے فاروق احمد خاں صاحب کے لاہور سے۔

(۴) قاضی عبدالرحمن صاحب بنشنر انسپکٹر ورکشاپ گنج مغلپورہ سے مع اپنے بچوں عبدالماجد و سعادت بانو کے۔ (آپ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے چچازاد بھائی ہیں)۔

(۵) ۲۱ر اگست ربوہ سے والدہ ممتاز احمد صاحب ہاشمی کلرک نظامت جائداد بہ سبب احباب زیارت قادیان کے لئے تشریف لائے ہیں

واپسی۔ (۱) ۵ر اگست کو اہلیہ محترمہ میاں الہ دین صاحب کارکن تبلیغ مقامی (جو شاہدرہ سے ۱۶ر مئی کو آئی تھیں)

(۲) ۱۶ر اگست کو محمود احمد صاحب مالاباری مع ساتھیوں کے۔

(۳) ۲۱ر اگست کو میاں قائم الدین صاحب

(۴) ۲۲ر اگست کو کرم دین صاحب عنایت مع بچوں کے۔

(۵) ۲۳ر اگست کو قاضی عبدالرحمن صاحب مع بچوں کے اور مرزا محمد حیات صاحب اور چوہدری عبدالرشید صاحب واپس تشریف لے گئے۔ مرزا صاحب کے اعزاز میں درویشان مسجد مبارک کے بعض احباب نے دعوت کی آپ اس حلقہ کے عرصۂ درویشی کے آغاز میں تاقیام قادیان صدر رہے ہیں۔

خریداران بدر کی توجہ کیلئے

بعض دوست چندہ اخبار بدر محاسب صاحب قادیان یا محاسب صاحب ربوہ کے نام ارسال کر کے اس امر سے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ اب اخبار جاری ہو جائیگی یا جاری رہے گی۔ حالانکہ ہمیں کوئی اطلاع نہیں ہوتی۔ اسلئے تمام خریداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی قیمت اخبار محاسب کو ارسال کر کے مینجر اخبار بدر کو بھی اطلاع ارسال کر دیا کریں اور رسید کے نمبر کا حوالہ دیں تا اسپر جلد مکمل کارروائی کی جاسکے اور اپنے پتہ جات اور خریداری نمبر خوشخط اور مکمل تحریر کیا کریں تا کسی قسم کی دقت پیدا نہ ہوسکے۔ (مینیجر بدر)

وہی ہمارا کرشن

(از حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ)

پیارے ہندو بھائیو! ہم ایک ہی دیش میں رہتے ہیں۔ عام طور پر ایک ہی بولی بولتے ہیں۔ پرماتما کا روشنی دینے والا سورج ہم سب کو ایک سی روشنی دیتا ہے۔ اس کا خوبصورت چاند ہم سب کو بلا فرق کے محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ رات کا اندھیرا جب ساری دنیا پر چھا جاتا ہے جب ہمارے اپنے حواس بھی ہم کو چھوڑ جاتے ہیں۔ اور دن کا تھکا ہوا جسم بے جان ہوکر چارپائی پر گر جاتا ہے اُس وقت خدا کے فرشتے اپنے پریم کے پروں کو پھیلا کر ہم سب پر اپنا سایہ کر دیتے ہیں۔ اور ہندو مسلمان میں فرق نہیں کرتے۔ ہمالیہ کی چوٹیوں پر پڑی ہوئی برف جب سورج کی گرمی سے پگھلتی ہے۔ اور دریاؤں کے پانیوں کو ان کے کناروں تک بلند کر دیتی۔ جب خوبصورت گنگا اور دل لبھانے والی جمنا اپنے اُچھلنے والے پانیوں کو پیاس سے خشک شدہ کھیتوں میں لا کر ڈالتی ہیں وہ کبھی بھی نہیں دیکھتیں کہ کون مسلمان ہے اور کون ہندو۔ وہ آگ جو گند کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ اور انسانی دوزخ کو بجھانے کے کام آتی ہے۔ ہندو کی بھاجی اور مسلمان کے سالن پکانے میں اس نے کبھی فرق نہیں کیا۔ پھر جب پرماتما کی نعمتوں نے ہم سب میں کوئی فرق نہیں رکھا ہماری اس سے محبت کیوں فرق والی ہو؟ سوتیلے باپ اور سگے باپ کی محبت میں فرق ہو سکتا ہے پر اپنے باپ کی محبت میں بچے کبھی فرق نہیں رکھتے وہ آپس میں لڑ سکتے ہیں لیکن اپنے باپ اور اپنی ماں سے محبت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پر ہمیں کیا ہو گیا ہم آپس کی لڑائیوں میں اپنے پرماتما کو بھول گئے ہیں۔ ہم یہ بھی تو خیال نہیں کرتے کہ اس نے ہمارے گناہوں کو دیکھ کر بھی ہم میں فرق نہیں کیا۔ تو ہم اس کے احسان دیکھتے ہوئے اس سے فرق کیوں کریں؟ بے وقوف بچے جب آپس میں لڑ رہے ہوتے ہیں ماں کی ایک آواز سن کر ایک دوسرے کا گلا چھوڑ کر ماں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں وحشی کبوتر تک جس کی فطرت میں آزادی ہے اپنے دانہ ڈالنے والے کی آواز سن کر اپنی آزادی کو بھول جاتا ہے اور اپنے ڈربے کی تنگ اور تاریک جگہ پر اپنی بے قید پرواز کو قربان کر دیتا ہے۔ کیونکہ دانہ ڈالنے والے کی آواز کا انکار اس سے نہیں ہو سکتا۔ پھر اے پیارے ہندو بھائیو! کیوں تم اس آواز کی طرف دھیان نہیں کرتے جو تمہارے پرمیشر نے ساری دنیا کو اپنے گرد جمع کرنے کے لئے بلند کی ہے کیا صرف اس لئے کہ وہ ایک مسلمان کے منہ سے نکلی ہے؟ مگر کیا تم بھول گئے ہو کہ پرماتما کی کوئی چیز منفیانہیں ہوتی۔ ہندو اور مسلمان اور عیسائی سب نام بندوں کے ہیں جب پرماتما کسی کو چن لیتا ہے تو پھر وہ قوموں کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ کسی خاص قوم کا نہیں رہتا۔ ہر قوم اُسی کی ہو جاتی ہے۔ اور وہ سب کا ہو جاتا ہے۔

اے ہندو بھائیو! اسی طرح اس زمانہ کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں۔ وہ مہدی بھی ہے کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا۔ وہ عیسیٰ بھی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے۔ وہ نہہ کلنک اوتار بھی ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے ہاں اے ہندو بھائیو! تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے۔

تم پرانے بزرگوں کی اولاد ہو۔ تم کو بجا فخر ہے کہ ہمارے باپ دادے سب سے پرانی تہذیب کے حامل تھے تم ایک ایسے فلسفہ کو پیش کرتے ہو کہ تمہاری تاریخ اس سے پہلے کسی فلسفہ کو تسلیم ہی نہیں کرتی۔ مگر کیا تم ان پرانے جسموں کو اس پرانی روح سے خالی رکھو گے جو پرماتما کی طرف سے آتی ہے جو سب سے قدیم اور سب سے پرانا ہے؟ پرانی چیزیں قابلِ قدر ہوتی ہیں مگر تبھی تک جب تک کہ ان میں جان ہوتی ہے۔ تمہارے ماں باپ جس قدر بوڑھے ہو جاتے ہیں تم اُن کی زیادہ عزت کرتے ہو۔ لیکن جب وہ مر جاتے ہیں تم ان کو چتا پر لٹا کر جلا دیتے ہو۔ پس پرانی چیز قابلِ عزت ہے لیکن جب تک اس میں جان ہو۔ پھر تم اپنی پرانی اور قابلِ عزت چیزوں میں جان ڈالنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

خدا تعالےٰ کا یہ قانون ہے کہ جن کو وہ ایک دفعہ عزت دیتا ہے ان کے ساتھ ہمیشہ تعلق نبھاتا ہے۔ اور اگر وہ اس کی طرف رجوع کر کے نیکی کی روح حاصل کریں تو انہیں دوسروں سے زیادہ عزت بخشتا ہے۔ پس اگر تم کو قدیم تہذیب اور قدیم فلسفہ کا ورثہ ملا ہے تو تم اسے خدا تعالےٰ کی رُوح سے زندہ کرو تاکہ وہ اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق شکل اختیار کر کے دنیا کے لئے فائدہ بخش بنے۔

پیارے بھائیو! زندہ اور مردہ میں یہی فرق ہوتا ہے کہ زندہ زمانہ کے مطابق ترقی کرتا ہے اور مردہ ایک حال پر رہتا ہے۔ اور آخر سڑنے لگ جاتا ہے۔ کیا تم نے کبھی غور کیا کہ تمہاری بے توجہی سے تمہاری تہذیب اور تمہارے مذہب پر بھی زمانہ نے اثر ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ پرماتما کے مقابلہ پر تم میں کتنے دیوتا نکل آئے ہیں؟ ذرا اپنی کتابوں کو تو اٹھا کر دیکھو۔ کیا کرشن اور رامچندر نے بھی کسی مورتی کے آگے ماتھا جھکایا تھا؟ کیا وہ بھی کبھی کسی بُت کے ماتھے پر سیندور لگانے گئے تھے؟ کیا انہوں نے بھی شیو جی اور پاربتی کے آگے ہاتھ جوڑے تھے؟ آخر یہ پرماتما سے دوری اور دوسروں کے آگے جھکنے کا خیال آپ لوگوں میں کہاں سے آیا؟ کیوں اس کی محبت جو سب سے پیارا ہے سرد ہوتی گئی؟ اور آقا کی جگہ چاکروں کو دے دی گئی؟ آخر اس کا سبب کچھ تو ہونا چاہیئے۔ جو کام کرشن جی اور رامچندر جی نے نہ کیا تھا وہ آپ کیوں کرنے لگے؟ جس راہ پر مقدس اوتار نہ چلے تھے آپ اس راہ پر کیوں چلنے لگے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی زندگی بخشنے والی تازہ باتوں سے آپ نے اپنے کان بند کر لئے۔ اور پُرانے جسم کو تو چمٹے رہے مگر روح کو نکل جانے دیا۔ گلاب کا پھول جب تک ٹہنی پر رہتا ہے وہ کیسا خوشبودار ہوتا ہے وہ کیسا تر و تازہ ہوتا ہے۔ وہ کیسا نرم اور نازک ہوتا ہے۔ لیکن جب اُسے اُتار کر لوگ سینہ یا سر پر لگا لیتے ہیں وہ تھوڑی ہی دیر میں کیسا خشک اور سخت ہو جاتا ہے۔ اس کی خوشبو کس طرح اُڑ جاتی ہے آخر اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہے کہ وہ اُس زندگی بخشنے والے تعلق سے جُدا کر دیا جاتا ہے جو اس کی سب تازگی کا موجب تھا۔ اسی طرح اے پیارے بھائیو! فلسفے اور مذہب اچھی چیزیں ہیں مگر ان کی سب خوبصورتی اسی وقت تک رہتی ہے۔ جب تک انکی جڑ اس زندگی بخشنے والے درخت سے ملی رہتی ہے جسے پرماتما کہتے ہیں۔ جب اُس پھول کو اُس سے جُدا کر لیا جاتا ہے اُس کی سب خوبصورتی خاک میں مل جاتی ہے۔ وہ اصلی کپڑے کا تنا خوبصورت بھی تو نہیں رہتا جتنا کپڑے یا کاغذ کا بنا ہوا پھول۔

پس اے بھائیو! آپ لوگوں کی روحانی زندگی کے بارے میں جو کچھ پیش آیا ہے صرف اُس تعلق کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اگر کرشن جی اور رامچندر جی کی طرح ان کے بعد آنے والے لوگ بھی پرماتما سے تعلق رکھتے تو کبھی یہ نوبت نہ پہنچتی کہ خدا تعالےٰ کا اونچا آستانہ چھوڑ کر مقدس رشیوں کی اولاد بتوں اور دیویوں کے آگے جھکتی پھرتی۔ جس ماتھے کو خدا تعالےٰ نے چومنے کے لئے بنایا تھا۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ وہ اپنے سے بھی ادنیٰ چیزوں کے آگے جھکتا ہے۔ وہ نظریں جو اونچا اُٹھنے کے لئے بنی تھیں افسوس کہ پاتال کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ مگر کیوں؟ کیا اس لئے کہ ان کے لئے اور صورت ممکن نہیں؟ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا کرشن اور رامچندر کی اولادوں اور سیوکوں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ چنانچہ اُس نے ہندوؤں کی ترقی اور اصلاح کے لئے نہہ کلنکی اوتار کو بھیج دیا ہے جو عین اس زمانہ میں آیا ہے جس زمانہ کی کرشن جی نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ اس نے خدا تعالےٰ کے تازہ نشانوں سے دنیا کو خدا تعالےٰ کے زندہ اور قادر ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ ایسا ثبوت کہ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور اب ہر شخص جو پرماتما سے محبت کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے اپنے ایشور سے مل سکتا ہے اور اُن انعاموں کو حاصل کر سکتا ہے جو پرانے رشی مُنی حاصل کیا کرتے تھے۔ کیونکہ ہمارا خدا بخیل نہیں کہ ایک کو دے اور دوسرے کو نہ دے۔ اور نہ اُس کا خزانہ محدود ہے کہ جو کچھ پہلے کر سکتا تھا اب نہیں کر سکتا۔

اُس نہہ کلنکی اوتار کا نام مرزا غلام احمدؑ ہے جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے۔ خدا نے اُن کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھائے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ دنیا کو پھر انصاف اور عدل سے بھر دینا چاہتا ہے۔ جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں اُن کو خدا تعالیٰ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

جنم اشٹمی کی یادیں

(از مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر قادیان)

دنیا کے مختلف ملکوں میں کئی قومیں بستی ہیں۔ اور سب ہی اپنی اپنی روایات اور اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے سیاسی، مذہبی اور مجلسی تہوار مناتی ہیں۔ قوموں کے ایسے تہوار منانا ان کی روایات اور خود ان کی زندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

ہمارے دیش بھارت ورش میں مختلف مذاہب کے پیروؤں کی طرف سے ایسے تہوار منانے کا رواج پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہندو بھائیوں کے تہواروں میں سے مذہبی تہوار جنم اشٹمی ہے۔ یہ تہوار شری کرشن جی مہاراج کے جنم دن پر منایا جاتا ہے۔ اس دن سارے بھارت میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ کیونکہ آج سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے کا زمانہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ جبکہ متھرا کی سرزمین میں شری کرشن جی کا جنم ہوا۔ اس وقت آپ کے پتا وسودیو اور آپ کی ماتا دیوکی جی آپ کے ماموں کنس کی قید میں پڑے مصائب زندگی بسر کر رہے تھے۔ کنس کے ظلموں سے بھارت بھومی تڑپ رہی تھی۔ رعایا کے لئے سکھ اور چین مفقود تھا۔ سادھو اور عابد لوگ جن کو گئو کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کنس کے ظلموں سے سخت پامال ہو رہے تھے غرضیکہ رعایا اپنے راجہ کنس کے ہاتھوں بہت تنگ تھی۔ ایسے تاریک اور مایوس کن حالات میں اس آسمانی نور (شری کرشن جی) کا ظہور کنس کے قید خانہ میں ہوا جائے تعجب ہے کہ دنیا کے نجات دہندہ کا جنم قید کی کالی کوٹھڑی میں ہوتا ہے۔ اس نور نے اپنے جوبن میں بھارت بھومی کو پاپوں سے پاک کیا۔ ظلمت اور تاریکی کو ملیا میٹ کر دیا۔ امن، شانتی اور راستی کو دوبارہ قائم کیا۔ گئو روپ نیک لوگوں کی حفاظت کی۔ اور اس پیشگوئی فرمان کو پورا کیا۔ جو آپ کے ذریعہ کیا گیا تھا کہ

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम्॥
परित्राणाय साधूनां
विनाशाय च दुष्कृताम्।
धर्मसंस्थापनार्थाय
सम्भवामि युगे युगे॥

یعنی جب کبھی بھی دھرم کی ہانی ہوتی ہے۔ پاپ بڑھ جاتا ہے۔ ظلم و ستم کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ تو ایشور دھرم اور نیک لوگوں کی حفاظت کے لئے پاپوں اور دشٹوں کے ناش کرنے کیلئے سنسار میں اوتار کو مبعوث فرماتا ہے۔ پس آپ نے اس مقصد کو پورا کیا۔ جس مقصد کی تکمیل خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ پر فرض کی گئی تھی۔

ہمارے نزدیک شری کرشن جی کی یہ عزت و تکریم اس لئے نہیں کہ آپ بچپن میں گئوؤں کو چرایا کرتے تھے۔ یا بقول بعض مورخین چوری مکھن اور دودھ، دہی کھایا کرتے تھے۔ یا آپ کسی بڑے اعلیٰ خاندان یا قوم میں سے تھے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ وہ خدا تعالےٰ کا ایک نور تھے۔ اور مخلوقِ خدا کی نجات کا سامان لے کر آئے تھے۔ انہوں نے دنیا کو نجات بخشی۔ مگر جس طرح روشنی کے مینار سے جوں جوں دور ہوتے جائیں اسی قدر روشنی کی شعاعیں دھندلی پڑتی جاتی ہیں۔ یہی حال آج بھارت نواسی بھائیوں کا ہے۔ شری کرشن روشنی کا مینار تھے۔ اُن کو گذرے ہزاروں برس ہو گئے۔ ان کی روحانی قوت کا اثر بوجہ امتدادِ زمانہ کی دوری کے بہت کم رہ گیا ہے۔ وہ روحانیت جو آپ کے زمانہ میں آپ کے ماننے والوں کے دلوں میں تھی۔ وہ آج مفقود ہے۔ آپ کے جنم دن پر دلوں میں ولولے اُٹھتے ہیں۔ امنگیں پیدا ہوتی ہیں۔ مگر آپ کے جنم دن گذر جانے پر آپ کا تصور بھی ماند پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ آپ جیسی روحانی طاقت۔ آپ جیسی قابلیت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعی نہیں کی جاتی۔ بلکہ آپ کی شخصیت کو مادی رنگ میں جانچا جاتا ہے۔ اور آپ کے مقام میں افراط و تفریط سے کام لیا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ کہ شری کرشن جی مہاراج اپنے وقت کے اوتار تھے۔ اور درجات کے لحاظ سے آریہ ورت میں جتنے اوتار یا رسول ہوئے ہیں۔ ان سب سے درجہ میں بڑھ کر تھے۔ ان کا بچپن پاک تھا۔ ان کی جوانی معصوم تھی۔ ان کی ساری زندگی پوتر تھی۔ انہوں نے اپنے اخلاق فاضلہ سے سارے بھارت کو بھر دیا۔ توحید کو قائم کیا اور دھرم کا جھنڈا بلند کیا جس مقصد کے لئے خدا تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا۔ اس کو آپ نے پورا کیا۔۔۔!!

اس قسم کے عقائد کا اظہار جماعت احمدیہ موجودہ حالات کے پیش نظر نہیں کرتی بلکہ شری کرشن جی مہاراج کی محبت کو اپنا جزوِ ایمان سمجھتی ہے۔ آپ کو ایسا ہی سچا اور صادق نبی خیال کرتی ہے۔ جیسے دیگر انبیاء علیہم السلام تھے۔ چنانچہ

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۱۹۰۴ء میں ایک بہت بڑے اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے ایک لیکچر میں فرمایا:۔

"واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا (تعالیٰ) کی طرف سے روح القدس اترتا تھا وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا"۔

(لیکچر سیالکوٹ مطبوعہ ۱۹۰۴ء)

شری کرشن جی خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی تھے۔ جماعت احمدیہ دل سے آپ کو نبی تسلیم کرتی ہے۔ کیونکہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کی صداقت کی گواہی دی ہے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

کان فی الھند نبیًّا اَسْوَدُ اللّونِ اِسْمُہٗ کاھنًا (دیلمی باب الکاف)

کہ ہندوستان میں ایک نبی ہوا ہے۔ اس کا نام کنہیا یعنی کرشن تھا۔ اس کا رنگ سانولا تھا۔ اسے ہی تو ہمارے ہندو بھائی "شیام کنہیا" کہتے ہیں۔

ہماری مذہبی کتاب قرآن مجید اصولی طور پر شری کرشن جی کی صداقت کی تعلیم دیتی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

ولکلّ قوم ھاد (یونس ع۴)

ہر ایک قوم میں خدا تعالےٰ نے ہادی بھیجے ہیں۔ وان من امّۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر ع۳) دنیا میں کوئی قوم بھی ایسی نہیں ہے۔ جس کی طرف خدا تعالیٰ نے کوئی نبی یا اوتار نہ بھیجا ہو۔ سو بھارت نواسی ایک بڑی قوم ہیں۔ جو شری کرشن کو خود محبت سے بھگوان تک ماننے لگ گئی ہے۔ اسی قوم آباء کی طرف آپ ہادی بنا کر بھیجے گئے تھے۔

پس آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ روحانیت سکھانے آئے تھے۔ آپ صحیح معنوں میں با اخلاق اور روحانیت سے معمور آدمی تھے۔ آپ کے کئی صفاتی نام ہیں۔ اور سارے ناموں کی جیتی جاگتی تصویر آپ تھے۔

آپ گوپال تھے مگر گئو سے مراد ظاہرا چارپاؤں والی گائے نہیں۔ کیونکہ اس کو تو ہر ایک پالتا ہے۔ سب اپنے اپنے فائدہ کے لئے۔ دودھ مکھن وغیرہ کے حصول کے لئے اس کی پالنا کرتے ہیں اس طرح تو سارے ہی گوپال ٹھہرتے ہیں۔ اس صورت میں حضرت شری کرشن جی کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔ درحقیقت گئو سے مراد گئو صفات نیک و عابد لوگ ہیں جن کی حفاظت ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ ان کی قدر و قیمت کو وہی جانتا ہے۔ جو اس کوچہ کا واقف و آگاہ ہو اور اس میں درجہ کمال رکھتا ہو۔ بہرحال آپ روحانی گئو پال تھے۔ اور آپ نے اسی طرح اُن کی حفاظت کی۔ کیونکہ آپ کی بعثت کی بنیادی اینٹ بھی حق و حکمت سے پُر شلوک ہے جس میں آپ نے فرمایا:۔

یدا یدا ہی دھرمسیہ ۔۔۔۔۔۔ الخ

میں گئو خصلت نیک لوگوں کی حفاظت کرتا ہے آپ ہزاروں گوپیوں میں ایک مرد تھے۔

ہزاروں لوگ عورت کی طرح آپ کی صحبت میں آئے۔ اور روحانی ثمرات سے مالامال ہوئے عورت میں فطرۃً قوتِ متاثرہ پائی جاتی ہے اور مرد میں قوتِ موثرہ۔ قوتِ موثرہ خدا کے نبیوں میں سب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ نبی سے وہی فیضیاب ہو سکتا ہے۔ جو عورت کی طرح نبی کی روحانی تاثیرات کو قبول کرے۔ جو بالمقابل اکڑ جاتا ہے۔ وہ کبھی فیض نہیں پا سکتا۔ جیسے کہ کوروؤں نے آپ کی صحبت سے کچھ حاصل نہ کیا۔ اور پانڈوؤں نے آپ کے اشاروں پر چل کر دین و دنیا دونوں میں کامیابی حاصل کی۔

جنم اشٹمی آتی ہے۔ عقیدت مندوں کے دلوں میں ہزاروں امیدیں جاگ اٹھتی ہیں۔ اخبارات کرشن نمبر نکالتے ہیں۔ لوگ گھروں میں خوشیاں مناتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے موقعہ پر شری کرشن جی سے محبت رکھنے والوں اور تمام عقیدت مندوں کے دلوں میں ایک خلش ضرور پیدا ہوتی ہوگی اور ان کے دل سے سوال اُٹھتا ہوگا۔ کہ مہاراج کرشن کی آمد ثانی کا یہی وقت ہے۔ آج بھارت کی (باقی صفحہ پر)

اخبار عالم احمدیت

مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی انڈونیشیا میں تشریف آوری!

> اخبار درنجف رقمطراز ہے:۔ ”احمدی جماعت قادیان کی خالص اسلامی خدمات کا اعتراف نہ کرنا پرلے درجہ کی بے حیائی ہے۔ امرتسر کے ایک ڈھیٹ اخبار نے ان کی نیت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے بے جا جھک ماری ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا نصب العین اس سے احمدیہ تبلیغ ہے۔ اور وہ دینِ خدا کی خدمت کر کے مسلمانانِ عالم پر اپنا اثر ڈالنا چاہتی ہے تو بسم اللہ۔ چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ کیونکہ ان کا اثر نتیجہ ہوگا خدمتِ اسلام کا۔ پس ہر ایک ہمدردِ ملتِ بیضاء کو اس امر کا حریص ہونا چاہیئے جس کا یہ نتیجہ ہے“۔ (۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

انڈونیشیا کی گذشتہ تاریخ میں اسلام کا اولین دور ایک خاص اہمیت اور فضیلت کا حامل ہے۔ جبکہ پہلے پہل نیّرِ اسلام کی ضیا پاش کرنوں سے مشرقِ بعید کے یہ وسیع جزائر منور ہوئے۔ اور آہستہ آہستہ روشنی کی یہ شعاعیں ان دور دراز وسعتوں میں پھیل گئیں۔۔۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور احمدیت کے ذریعہ اس زمانہ میں پھر شروع ہوا ہے۔ اور اسلام کا سورج پھر اسی آب و تاب کے ساتھ چمکنے کو ہے جس سے ایک دفعہ پھر تاریکیاں اور اندھیرے دور ہو جائیں گے۔ اور باطل کی تمام ظلمتیں کافور ہو جائیں گی۔ اور وہ دن قریب ہیں کہ اسلام کا روشن اور شفاف چہرہ پھر اپنی پوری شان کے ساتھ اس دنیا میں نمودار ہوگا۔ اور ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ انڈونیشیا کے لئے بھی احمدیت اور اسلام کا موجودہ دور یقیناً بلند اقبالی ترقیات اور خوش قسمتی کا موجب ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

انڈونیشیا میں احمدیت کا یہ دور آج سے کوئی تیس برس قبل اس وقت شروع ہوا جبکہ اول اول احمدیت کے پیغام سے یہ ملک روشناس ہوا۔ ابتداءً اس پیغام کی منادی سماٹرا کے شمالی اور وسطی حصہ میں بہت محدود رنگ میں ہوئی مگر تیس سال کے بعد اب یہ پیغام کسی ایک جگہ محصور نہیں رہا۔ بلکہ ان جزائر کی دور دراز وسعتوں میں پھیل چکا ہے۔ اور دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارے دل آج مسرت سے لبریز ہیں۔ کہ ہم آج اس ملک میں احمدیت کے ایک نئے آغاز میں داخل ہو رہے ہیں۔ جبکہ ابنائے فارس کے ایک چشم و چراغ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے فرزند اور لختِ جگر اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اور اسلام کا نام بلند کرنے کے لئے اس ملک میں تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں سے یہ پہلے فرزند ہیں۔ جو خاص تبلیغی مشن پر باقاعدہ مستقل مبلغ کی حیثیت سے غیر ممالک میں تشریف لے گئے۔ انڈونیشیا کو یہ فخر بجا طور پر حاصل ہے۔ کہ ایسے بابرکت وجود سے فیضیاب ہونے کی سعادت اول اول اسی ملک کے حصہ میں آئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں۔ کہ وہ ہمیں ان تمام ذمہ واریوں سے باحسن عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کے نتیجہ میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

مخلصین جماعت کے لئے مکرم صاحبزادہ صاحب موصوف ایسے وجود کا قرب ویسے تو بجائے خود ایک بہت بڑی سعادت اور خوش بختی ہے۔ مگر مزید برآں اس کی تہ میں ایک اور گہری اور اہم حقیقت ایسی ہے کہ جس پر احباب جماعت جس قدر بھی خوش ہوں۔ اور جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر بجا لائیں کم ہے۔ حضور اقدس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے صاحبزادہ صاحب موصوف کو عمومی رنگ میں صرف اس ملک میں بھیجا ہی نہیں بلکہ آپ کے بھیجے جانے کو خاص طور پر حضور اقدس نے انڈونیشیا کے لوگوں سے اپنی محبت کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور اپنے ایک خط میں جو مکرم رئیس التبلیغ صاحب کے نام تحریر فرمایا ہے۔ اس میں حضور فرماتے ہیں کہ

> ”عزیزم مرزا رفیع احمد اور اس کی بیوی انڈونیشیا آ رہے ہیں۔
> میں نے انڈونیشیا کو ان کے
> لئے اس لئے چنا ہے۔ کہ تا اس
> ملک کے لوگوں پر اپنی محبت کا اظہار
> کروں“۔

یہ اعزاز ہمارے انڈونیشین احباب کے لئے کوئی کم اعزاز نہیں۔ جس سے حضور اقدس نے اپنے خدام کو نوازا ہے۔ حضور اقدس کے خدام نوازی کے ان جذبات کو جب ان احباب نے سنا۔ تو خدا تعالیٰ کے اس احسان کو دیکھ کر مخلصین کے دل رقت سے بھر آئے اور ہمہ تن دعا ہو کر یہ جذبات موجزن ہوئے۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس اعزاز کا قرار واقعی حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور صحیح معنوں میں اس کا مستحق بننے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

صاحبزادہ موصوف سے جماعت کی پہلی پُرشوق ملاقات

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معہ بیگم محترمہ ۵ رجولائی کو بذریعہ ہوائی جہاز (سنگاپور سے) انڈونیشیا کی سرزمین میں وارد ہوئے۔ سنگاپور سے پہلی اطلاع یہی تھی۔ کہ آپ مزید دو روز کے بعد تشریف لائیں گے مگر ۵ رجولائی کو اچانک یہ تار آ گیا کہ آپ اسی روز ۵ بجے بعد دوپہر تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ جہاں تک ممکن ہو سکا۔ اس تنگ وقت میں دور و نزدیک کے احباب تک اطلاع پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ بعض بیرونی جماعتوں کو فون کے ذریعہ اطلاع دی گئی۔ کیونکہ تار کا وقت بھی نہ تھا۔ تاہم جوں جوں مخلصین کو اطلاع ہوتی گئی وہ جوق در جوق ہوائی اڈہ پر پہنچنا شروع ہو گئے۔ جاکرتا کے علاوہ بوگر اور باندونگ کی جماعتوں کے احباب بھی چالیس چالیس یا سو سو میل کا سفر طے کر کے ۵ بجے ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے مگر ہوائی اڈہ پر پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ بعض وجوہ کی بناء پر وہ ہوائی جہاز تین چار گھنٹے دیر سے جاکرتا پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ جملہ احباب جن کی تعداد دو اڑھائی صد سے کم نہیں ہوگی شوق مجسم بنے منتظر بیٹھے رہے۔ آخر عشاء کے بعد جاکر پُرشوق انتظار کی یہ گھڑیاں ختم ہوئیں۔ مکرم جناب صاحبزادہ صاحب جب باہر تشریف لائے۔ تو مکرم مولوی ابو بکر ایوب صاحب رئیس التبلیغ نے اھلاً وسھلاً ومرحباً کے جذبات کے ساتھ آپ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا۔ اور آپ سے معانقہ کیا۔ جماعت کی مستورات کی طرف سے بیگم صاحبہ محترمہ کی خدمت میں پھول پیش کئے گئے۔ اور بعد ازاں احباب جماعت سے ملاقات اور تعارف کا سلسلہ جاری رہا۔ ملاقات کے بعد ہوائی اڈہ سے روانہ ہوتے وقت جملہ احباب کے ساتھ مکرم جناب صاحبزادہ صاحب نے ایک لمبی دعا فرمائی۔ دعا کا یہ سماں اپنے اندر فی الحقیقت ایک نرالی شان رکھتا تھا۔ ایسے روح پرور نظارے عام طور پر کم ہی میسر آتے ہیں۔

ہوائی اڈہ سے روانگی کا نظارہ بھی ایک خاص کیفیت کا حامل تھا۔ دس بارہ کے قریب احمدی احباب ایسے تھے۔ جو اپنی موٹریں لائے ہوئے تھے۔ بعض کے پاس موٹر سائیکلیں بھی تھیں۔ اور بعضوں کے پاس اپنے سائیکل تھے۔ پس خود بخود ہی ایک اچھے خاصے جلوس کی شکل ہو گئی۔ چنانچہ اسی ایمان افزا کیفیت میں جملہ احباب کافی رات گئے مسجد جاکر پہنچے۔

آج ہر احمدی کا دل خوشی اور مسرت کے جذبات کے ساتھ بلیوں اچھل رہا تھا۔ اور تمام دل خدا تعالیٰ کی اس نعمت پر تشکر کے جذبات سے لبریز تھے۔ وہ مخلصین جو پہلے کبھی ایسے بابرکت واقعات کا تصور کر کے ہی رہ جایا کرتے تھے۔ آج وہ ان خوابوں کے ایک حصہ کو پورا ہوتے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ آج کا دن فی الحقیقت ان نادر ایام میں سے ایک دن تھا۔ جو بہت کم عالم وجود میں آتے ہیں۔ تاریخ اس دن کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔ کیونکہ آج کے بعض ایسے ہی واقعات آئندہ بہت بڑی ترقیات اور انقلابات کا پیش خیمہ بننے والے ہیں (انشاء اللہ تعالیٰ)

آپ کی تشریف آوری کی خبر دوسرے ہی روز پریس میں بھی شائع ہو گئی۔ اور ریڈیو پر بھی نشر کر دی گئی۔ جوں جوں احمدی احباب کو آپ کی آمد کا علم ہوتا گیا۔ وہ قرب و جوار سے آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہے اور ملاقات کا یہ سلسلہ پانچ چھ روز تک نسبتاً زیادہ گہما گہمی کے ساتھ رہا۔ (باقی)

صاحبزادگان کی کامیابی

یہ خبر مسرت کے ساتھ سُنی جائیگی کہ امسال جامعۃ المبشرین کے زیر انتظام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو صاحبزادگان مرزا طاہر احمد صاحب و مرزا نعیم احمد صاحب نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے۔ فالحمد للہ۔ ہر دو نے جامعہ سے شاہد کی ڈگری بھی حاصل کر لی ہے۔

تحریک جدید

تمام بقایا داروں کی خدمت میں سیکرٹریان کی خدمت میں ارسال کی جا رہی ہیں۔ امید ہے کہ وہ نہایت توجہ سے بقایا وصول فرمائیں گے موصولی کی کمی سے سلسلہ کے کاموں کو نقصان پہنچنے کا سخت اندیشہ ہے۔ اے پانچہزاری فوج کے سپاہیو! اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کر کے اسکے انعامات کے وارث بنو۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

شذرات

قلعی کھل گئی

ہندو سبھا کی طرف سے نئی دہلی میں کیمپ کا افتتاح ہوا۔ جس میں پرچارکوں کو تربیت دی جائے گی۔ اس میں بیان کیا گیا کہ

"آج تک ہم دنیا کو یہ خیال دیتے رہے کہ ہندو دھرم ایک بند کنواں ہے۔ جس میں نیا پانی نہیں جا سکتا۔ لیکن مہرشی دیانند جنہوں نے بتایا کہ ویدک دھرم ایک وشال ساگر ہے وہ انسانیت کا دھرم ہے وہ منش ماتر کے لئے ہے۔ بجائے اس کے کہ ہمارے مسلمان دوست ہمارے دھرم کی اس تعریف کا خیر مقدم کرتے وہ الٹا لٹھ لے کر اس کے گرد ہو گئے ہیں" (پرتاپ ۲۲ مئی ۵۷ء ص ۲)

مہاشہ کرشن صاحب ایڈیٹر پرتاپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ

"ویدک دھرم سورج کی طرح ہے۔ اور باقی سب مت متانتر اس کے مقابلہ پر چراغ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمیں سارے سنسار کو ویدک دھرم کا سندیش دینا چاہیئے۔" (ص ۶)

یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ ہماری سنسکرتی غیر ممالک تک پہنچ گئی تھی۔ اس کی قلعی کھل گئی کیونکہ آج تک تو ہندو دھرم کو تمام بنی نوع انسان کے لئے سمجھا ہی نہیں جاتا تھا۔ البتہ آپ ہندو دھرم کا پیغام بخوشی تمام دنیا میں پھیلائیں۔ لیکن یہ سوچ لیں کیا چار ورنوں کا ذکر کریں گے اور یہ کہ تمام بدیشی تینوں اعلیٰ جاتیوں میں شمار نہ ہوں گے بلکہ اچھوتوں میں؟ کیا یہ بھی بتایا جائے گا کہ کس قسم کی مساوات ہندو دھرم میں پائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اب تک بھی ہر جگہ کے اچھوت تمام مندروں میں داخل نہیں ہو سکتے؟ یہ خیال بھی رہے کہ پنڈت نہرو جی فرماتے ہیں کہ شدھی ایک سیاسی سٹنٹ ہے۔

آریہ سماج کے متعلق پیشگوئی

ڈاکٹر ستیہ پال صاحب سپیکر پنجاب اسمبلی آنجہانی تحریر کرتے ہیں:-

"مجھے یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے۔ کہ اس دھارمک جماعت کے افسران اعلیٰ میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو اس کو اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ آریہ سماج کے ہیں۔ یہ کھاتے ہیں۔ یہ ہیں اس کی بربادی کا موجب۔ دھرم ان میں نام کو نہیں۔ ویدک سبھیتا کا یہ ڈھنڈورا ضرور بجاتے ہیں۔ لیکن میں یہ اس [illegible] دن دھرم۔ پگڑی اچھالنا۔ بلیک میل کرنا۔ جھوٹ کو اپنی زندگی کا بنیادی اصول بنانا جو لوگوں کا نیم دھرم ہو وہ آریہ سماج کی سیوا کیا کریں گے؟"

"میرے خیال میں آریہ سماج کی ترقی رک گئی ہے۔ بڑی بڑی عمارتوں کی ملکیت کسی دھرم کی شان کا ثبوت نہیں ہوا کرتی۔ دھرم کے لئے محل اور مکان نہیں چاہئیں۔ اینٹ اور پتھر بھی دھرم کا نواس نہیں ہے۔ تو متھرا اندرابن میں دھرم کا ہی راجیہ ہوتا۔ لیکن دھرم کا استھان ہے دل کا مندر۔ اور میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ آج دن بدن آریہ سماج کی تعلیم کا اثر کم ہو رہا ہے آریہ سماج کو جس مدعا کے لئے جنم دیا گیا تھا۔ وہ ایک حد تک پورا ہو جانے کے بعد اب رفتار بہت دھیمی پڑ گئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دھرم پر دولت کا قبضہ ہے۔ دھرم پر طاقت کا رعب ہے دھرم غلام بنا دیا گیا ہے۔"

"ضرورت یہ ہے کہ اس کا نظام دھارمک آدمیوں کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ سات دن جو اپنے پیشہ و کاروبار کے لئے دھرم سے گری ہوئی باتیں کرتا ہے۔ پاپ کو فروغ دیتا ہے۔ عوام کے جذبات سے کھیلتا ہے۔ اور ان کی جہالت کا فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ دھرم کا اپدیش کیا کرے گا؟ . . . . لیکن آریہ سماج نے اس اصول کو قطعاً نظر انداز کر رکھا ہے۔"

(آریہ ویر جالندھر ۱۹ مئی ۵۷ء)

آریہ سماج کے متعلق حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ۱۹۰۳ء میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ وہ یقیناً پوری ہو چکی۔ حضور نے تحریر فرمایا تھا۔

"ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۶ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

چھوت چھات

مرکزی وزیر مواصلات نے پٹنہ میں بتایا کہ حکومت کے یہ امر زیر تجویز ہے کہ ایسے اشخاص کو سرکاری ملازم نہ رکھا جائے جو چھوت چھات برتتا ہے۔ (الجمعیۃ دہلی ۲۴ مئی ۵۷ء)

یہ نہایت مبارک بات ہے۔ اسلام تو سرے سے چھوت چھات کا قائل ہی نہیں۔ یہ اسلام ہی کی برکت ہے کہ باوجود ہندو دھرم کی بنیاد چار ورنوں پر ہونے کے چھوت چھات قانوناً ممنوع قرار پائی ہے جس مجسٹریٹ نے مندر میں داخل ہونے کا ارادہ کرنے والے ہریجنوں کو حکم امتناعی جاری کر دیا تھا بہتر ہو بغرض تنبیہ حکومت ایسے مجسٹریٹ کو فارغ کر دے۔ اور آئندہ سرکاری ملازمت میں جسے لیا جائے اسے کسی اچھوت کے ہاں کھانا بھی کھلا کر آزمائش کی جایا کرے جو چھوت چھات کرے اسے اس مرحلہ پر ہی فیل کر دیا جائے ورنہ چھوت چھات پہلے ہی قانوناً ممنوع ہے۔ اسی قانون کو سرکاری ملازمین پر نافذ کیا جا سکتا ہے۔

مودودی اور اہلحدیث کیا فرماتے ہیں؟

ہفت نامہ اہلحدیث دہلی مورخہ یکم جولائی میں مدیر معاون تحریر فرماتے ہیں:-

"اس وقت ہماری جماعتی زبوں حالی اور پریشان خیالی اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ جماعت کا ہر فرد حیران ہے۔ جو قدم آگے بڑھایا جاتا ہے وہ اُلٹا پیچھے پڑتا ہے۔ جس قدر بھی جماعتی ترقی اور شوکت و عظمت کی خواہش کی جاتی ہے اسی قدر ذلت و تباہی کا سامنا ہوتا ہے۔ جماعت کا ہر متنفس باہمی اتفاق و اتحاد کی ترکیبیں سوچتا ہے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ دن بدن جماعتی تشتت بڑھتا چلا جا رہا ہے تنظیم تنظیم کا شور برپا ہے مگر "عدم تنظیم" ترقی کر رہی ہے۔ اہلحدیث . . . . (کی) ہر علاقائی جماعت اپنی جگہ پر بجائے ترقی کے روبہ تنزل ہے۔ کہیں جماعت و امامت کا جھگڑا ہے تو کہیں مقامی بیت المال پر اختلاف ہے۔ کہیں انجمن اور مدارس کے اہتمام کا جھگڑا ہے۔ کہیں جماعتی تکفیر و تخریج کے قضیے ہیں . . . . . . افسوس کہ یہ جماعت بار بار معکوس ترقی کر رہی ہے . . . . . . بیشتر مسلمانوں کے دل برائیوں میں آلودہ ہیں۔ برائی کی وہ کونسی بات ہے جو ہم مسلمانوں میں نہیں بس رہا ہو گئی ہے۔ ہمارے اسلامی دل یہودی ہو چکے ہیں . . . . . ہماری ملی غیرت ختم ہو چکی ہے" (ص ۳)

"دنیا اس وقت روحانیت کی پیاسی ہے . . . . . . ملک بھر میں حفاظ . . . قراء . . . علماء . . . فضلاء . . . خطیب اور واعظ موجود ہیں مگر کوئی ایسا انقلابی نہیں ملتا جو اپنے گھر بار کو تج کر کے اپنی جماعت کے لئے للہ فی اللہ وقف ہو جائے . . . . . ہمارے مبلغین اور معلمین کی حالت خود اس لائق ہے کہ کوئی ان کی اصلاح کرے . . . . . وہی جماعت امت قائمہ اور خیرات کہلانے کی مستحق ہو گی۔ اسی جماعت کے افراد آئمہ ہداۃ کہلائیں گے جن کی شان میں خدا فرماتا ہے:

یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واُولٰئک من الصالحین . . . . ." (ص ۵)

مولانا عبدالرؤف رحمانی ناظم مدرسہ نعمت العلوم علاقہ نیپال تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب اسلامی مدارس کے لئے چندہ لینے کے لئے نکلتے ہیں تو

"قوم کے اکثر حضرات اس طرح روپوشی و کنارہ کشی کرنے لگتے ہیں جس طرح حضرت عزرائیل کے ٹھیک سر پر آ جانے کے وقت کسی بدعمل مرنے والے کی روح گریز کرتی ہے . . . . . وقت کے بڑے شیطان نے سوچا کہ کچھ ایسی تدبیریں کی جائیں کہ عام مسلمانوں میں دین کی قدر باقی نہ رہے۔ لہٰذا اس نے اپنے چیلے چانٹوں اور باطل پروپیگنڈوں کے ذریعہ دینی اداروں اور مدرسوں کا احساس ختم کیا۔" (ص ۹)

مودودی اور اہلحدیث کیا فرماتے ہیں۔ بیچ اس مسئلہ کے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا یہی نہیں فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مسلمان یہودیوں کے نقش قدم پر چلیں گے اُن کے علماء زیر آسمان سب سے بدترین خلائق ہوں گے۔ رہبری کے قابل نہ ہوں گے۔ اور مسلمان تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیں گے جن میں صرف ایک ہدایت پر ہوگا؟ کیا اقتباس بالا میں ملت اسلامیہ اور رہبران ملت کا آپ نے ہو بہو یہی نقشہ تسلیم نہیں کیا؟ کیا حضور صلعم ایسے ہی مسلمان بنانے آئے تھے؟ اگر یہی بات تھی تو پھر آپ کا رونا کیسا اور احمدیوں پر یہ اعتراض کیوں کہ الگ جماعت کیوں قائم کی گئی ہے؟

تحریک بہائیت

فطرتِ انسانی اور بہائیت

بہائیوں کی جدید شریعت "اقدس" میں مرقوم ہے کہ

"حرم علیکم نقل المیت ازید من مسافۃ ساعۃ من المدینۃ ادفنوہ بالروح والریحان فی مکان قریب"

ترجمہ۔ تم پر حرام کیا گیا ہے کہ میت کو شہر سے ایک گھنٹے کی مسافت سے زیادہ لے جاؤ اس کو قریب مکان میں خوشی خوشی دفن کر دو۔

یہ حکم کہ میت کو خوشی خوشی دفن کر دو۔ فطرتِ انسان کے بالکل خلاف ہے۔ انسان تو انسان حیوانات تک جدائی کی تلخی محسوس کرتے ہیں۔ کچھ دن چند جانوروں کو اکٹھا باندھو وہ اس قدر مانوس ہو جائیں گے کہ الگ ہونے پر بوجہ اداسی چارہ کھانا ترک کر دیں گے۔ دودھیل جانور بعض دفعہ دودھ دینا بالکل بند کر دیتے ہیں۔ ایسے جانور کا بچہ مر جائے۔ تو اس کی ماں اپنی جان ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اور دنیا اس پر اندھیر ہو جاتی ہے ...... بعض دفعہ جوڑے میں سے ایک مر جائے تو دوسرا غم میں گھُل کر موت سہیڑ لیتا ہے۔ جو کہ جذبات لطیفہ سے یکسر عاری ہیں جیسے جانور کا یہ حال ہو تو انسان کا کیا حال ہوگا۔ جو زیادہ تر جذبات کا پتلا ہے۔ اس کا ماضی حال اور مستقبل۔ اس کا دین اور اس کی دنیا۔ اس کی قرابت اور اسکی رفاقت اور دوستی گویا کہ اُس کا اوڑھنا بچھونا ہی زیادہ تر جذبات و احساسات ہیں۔ اس کی دنیا ہی کچھ ہے ایسی جنس کو یہ حکم دینا کہ جب تمہارا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو تم گویا کند چھری سے اپنے احساسات و جذبات کو قتل کر دو۔ اور خوشی کا احساس پیدا کرو۔ کیا عقل کی کسوٹی پر یہ حکم "اقدس" پورا اترتا ہے یا فطرتِ انسانی اسے دور ہی سے دھکے دیتی ہے۔ اور اسے غیر معقول اور ناقابلِ قبول قرار دیتی ہے مصائب کے وقت میں صبر کا حکم دیا جا سکتا ہے اور یہ کہ جزع فزع سے اجتناب کیا جائے تاکہ صبر و استقامت کی حدود قائم رہیں اور اسلام جو دینِ فطرت ہے اس نے یہی حکم دیا ہے۔

جنم اشٹمی بقیہ صفحہ ۵

حالت مہابھارت یگ سے کہیں زیادہ نازک اور ابتر ہے۔ کلجگ کے پاپ سے زمین پُر ہو چکی ہے۔ دھوکہ، فریب ایک ہنر سمجھا جانے لگا ہے لہٰذا شری کرشن جی کی آج پہلے زمانہ سے بہت زیادہ ضرورت ہے جنم اشٹمی ہر سال اس سوال کو تازہ کرتی ہے۔ اور زبانِ حال سے اس کا جواب طلب کرتی ہے!! مگر کیا کسی نے اس سوال پر سنجیدگی سے غور کیا۔ اور کیا کسی نے کبھی اس کے اصل جواب پر دھیان دیا؟ پیارے بھائیو! ایشور اور اسکے اوتار اپنے وعدوں کے خلاف ہرگز نہیں کیا کرتے۔ یہ ناممکن ہے کہ شری کرشن جی گیتا میں بیان کردہ دھرمسیہ ...... کا وعدہ کریں اور اپنے وعدہ پر تشریف نہ لائیں۔ سو بھائیو! آؤ حقیقت پر غور کریں تا مغالطہ میں نہ رہیں۔

موجودہ زمانہ کا سچا خیر خواہ اور مخلوق کو خالق سے ملا دینے والا۔ محبت و پریم کے رستوں کی نشاندہی کرنے والا ہند کی پوتر بھومی میں پیدا ہوا جس نے دگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

ہم نہایت ادب سے سب بھائیوں کو ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ رہی یہ اُلجھن کہ کرشن جی مسلمانوں میں کیسے ہو سکتے ہیں تو اس سوال کو مہاراج نے خود گیتا میں ہی حل کر دیا جبکہ آپ ارجن جی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन
तान्यहं वेद सर्वाणि न त्वं वेत्थ परंतप

(گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۵)

اے ارجن! میرے اور تیرے بہت جنم ہو چکے ہیں ان سب کو تو نہیں جانتا ہے ...... اور میں جانتا ہوں۔

ہم ہندوں بھائیوں کے عقیدہ کی رو سے مہاراج کا شری رام اور شری کرشن دو ہی دفعہ انسانی روپ میں اوتار ہوا ہے۔ لیکن روحانی حقیقت کی رو سے ماننا پڑیگا کہ آپکے بیشمار جنم ہوئے ہیں کبھی کسی قوم کے پیشواؤں کی صورت میں اور کبھی کسی دوسری قوم کے رہبروں کی صورت میں سو یہ اُلجھن شری کرشن کے سچے بھگت کو ان تک پہنچنے میں روک نہیں بن سکتی۔ شری کرشن جی سے سچی محبت سچی شردھا رکھنے والے ہمارے بھائیوں کا یہ

فرض ہے کہ ان کی تلاش اور ان کی جستجو میں نکل کھڑے ہوں اور اس وقت دم نہ لیں جب تک اُن کے چرن کملوں میں جگہ نہ پالیں۔ ایشور آپکی مدد کرے اور سچے گیان کی طرف راہنمائی فرمائے۔ آمین۔

لجنہ اماء اللہ ربوہ کی رپورٹ

کسی قوم کی ترقی کے لئے اس کی نئی پود کی صحیح تربیت از بس ضروری ہے۔ اور بچپن کی تربیت کا بیشتر حصہ ماؤں کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ گویا کہ ماؤں کے قدم صحیح پڑنے ضروری ہیں۔ ورنہ ان کی غلط تربیت جنت دلانے کی ضامن نہیں ہو سکتی۔ اولاد کی تربیت کے لئے ضروری ہؤا۔ کہ طبقہ نسواں کی تربیت بھی صحیح رنگ میں ہو ورنہ جو نقوش ماؤں میں موجود نہیں وہ اپنی اولاد میں کیونکر پیدا کر سکتی ہیں۔ اسی خاطر لجنہ اماء اللہ ربوہ کی سالانہ رپورٹ کا ملخص ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ تا ہندوستان کی لجنات اس سے سبق لے سکیں۔ اور لجنہ مرکزیہ سے زیادہ سے زیادہ وابستگی پیدا کر کے رہنمائی حاصل کریں۔ اس رپورٹ کو ملاحظہ کر کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے نے فرمایا:۔

"یہ اچھے کام پر دلالت کرتی ہے باقی لجنات اور خدام کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اس اصول پر کام کریں۔" (ایڈیٹر)

پہلی بار حضور کے ارشاد سے مقامی لجنہ مرکزی لجنہ سے مئی ۱۹۵۳ء سے علیحدہ ہوئی اور صدر کے انتخاب کے بعد اس کی از سر نو تنظیم کی گئی۔ اب سات سے بڑھ کر بارہ حلقے باقاعدگی سے کام کرتے ہیں۔ دسمبر میں غرباء کی فہرست حضور کے دفتر میں دی گئی جن کو رضائیوں کی ضرورت تھی۔ اور انیسویں سال تحریک جدید کے آغاز پر گھر گھر جا کر ۹۴۴ خواتین سے وعدے لئے گئے۔ جن میں سے ڈیڑھ صد نے پہلی بار چندہ تحریک جدید میں شرکت کی۔ سال میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلعم۔ مصلح موعود سہ ماہی جلسہ وغیرہ چار جلسے کئے گئے۔ بیس جلسے عہدہ داروں کے ہوئے جن میں ہر حلقہ کی صدر صاحبہ سیکرٹری رپورٹیں سناتیں اور دفتر کی طرف سے ان کو ہدایات دی جاتیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جلسہ گاہ کا کام کیا گیا۔ حضور پر حملہ ہؤا تو فوری طور پر صدقات کا انتظام کیا اور تمام حلقوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر صدقے دیئے۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے پہرے کے لئے جو اندرون خانہ سیڑھیوں کے پاس ہوتا تھا۔ خواتین نے ڈیوٹی دی کلمہ طیبہ اور عقائد اسلام سب ممبرات کو یاد کرا کے سنا گیا۔ ۲۷ مستورات نے باترجمہ قرآن مجید شروع کیا۔ ایک نے سادہ ختم کیا۔ بارہ سادہ پڑھ رہی ہیں۔ سات اردو پڑھنا لکھنا سیکھ رہی ہیں۔ دو نے چہل حدیث پوری یاد کی۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ تمام ان پڑھ بہنوں کو حضور کے حکم کے مطابق قرآن کریم اور اردو لکھنا پڑھنا سکھایا جائے۔

گذشتہ عید الفطر پر ۸۴ مستحقین کو ۲۵۵ روپے کا کپڑا تقسیم کیا مختلف مستحقین میں تین صد روپیہ اور قریباً ۴½ من گندم تقسیم کی۔ اور ۸۳ کس کو کھانا کھلایا گیا ۲۲ گھروں میں ممبرات مل کر تعزیت کے لئے گئیں۔ بعض بیماروں کو دوائی لا کر دی گئی۔ ایک زچہ کی گھی دودھ چاولوں سے مدد کی اور ۲۴ بیمار بہنوں کی تیمارداری کی گئی۔ ۲۴ کس کی پارچات سے مدد کی۔ ۴ بہنوں کو برقعے دیئے۔ ایک غریب لڑکی کی آٹھویں کلاس کی سارے سال کی فیس اور داخلے کا انتظام کیا۔ ایک بہن کو اس کے کپڑے بغیر اجرت کے سی کر دیئے دو میاں بیوی کی صلح کرائی گئی۔ تیس خطوط لکھ کر دیئے۔ دو بے کار بہنوں کو کام مہیا کر کے دیا۔ تحریک پر پندرہ بہنیں باقاعدہ تہجد پڑھتی ہیں۔ چودہ نے وصیت کر دی ہے پانچ گھروں کے جھگڑے دور کئے گئے۔ اجلاسوں میں تربیتی مضامین سنائے جاتے رہے۔ پردہ کی اور بچوں کو مسجد میں نمازیں پڑھانے اور پردہ کی پابندی کی تاکید کی گئی۔ ایک بہن دو ماہ زیرِ تبلیغ رہ کر داخلِ سلسلہ ہو گئیں۔

حلقوں میں ناصرات کے جلسے ہوتے ہیں۔ جن میں بچیوں سے چھوٹے چھوٹے مضامین لکھائے گئے۔ نماز باترجمہ سکھائی جاتی رہی۔ قریباً تین ہزار روپیہ چندہ جمع کیا گیا۔

شورش پسندوں نے حکومت پنجاب کی اپیل کو اس کی سپر اندازی کے مترادف جانا اور اس کے نتیجہ میں ہنگامہ نے شدت اختیار کر لی

راولپنڈی کے مسلم لیگی راہنما بظاہر حکام کی اور بباطن شورش کی حمائت کر کے دورخی چال چل رہے تھے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

رہنماؤں کی پالیسی

شورش کی نوعیت کے باعث پولیس اور فوج کے ادنیٰ عملہ کے حوصلہ اور وفاداریوں پر بھی اثر پڑنے لگا۔ اکثر مسلم لیگی راہنما اور مقامی ایم ایل اے روپوش ہو گئے۔ اور انہوں نے عوام میں آنے سے انکار کر دیا۔ درحقیقت وہ دورخی سے کام لے رہے تھے۔ بظاہر وہ حکام کا ساتھ دے رہے تھے۔ لیکن اندرخانے وہ شورش کی تائید و حمایت کر رہے تھے ضلع بھر میں ایک مولوی ایسا نہ تھا۔ جو شورش کی حمائت نہ کر رہا ہو۔ گرفتار ہونے والے مولویوں میں عارف اللہ شاہ محمد مسکین محمد اسمٰعیل زاہدی اور عبدالمنان شامل ہیں۔ جو سبھی آل مسلم پارٹیز کنونشن کے ارکان تھے

نواحی اضلاع سے لوگ کثیر تعداد میں اس شورش میں حصہ لینے آئے۔ خبر ملی کہ ضلع ہزارہ سے دو ہزار پٹھانوں کا دستہ راولپنڈی کی سمت بڑھ رہا ہے۔ مگر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے پیر صاحب گولڑہ شریف کو ہدایات بھیجنے پر آمادہ کر لیا۔ کہ وہ لوٹ جائیں۔ اس طرح ایک مسلم لیگی رسیدہ اور سرحد کے مولوی محمد اسحٰق مانسہروی تحریک کی قیادت کے لئے آگے آئے لیکن مقامی حکام اس بات میں کامیاب ہو گئے کہ انہیں اپنی طرف کر لیں۔ اور لاقانونیت اور گڑبڑ سے محترز رہنے کی اپیل جاری کرنے پر مائل کریں۔ شورش مارچ کے تیسرے ہفتے میں ختم ہو گئی۔

لائلپور کی صورت حال

یہ ضلع بھی احرار کا اہم مرکز ہے۔ جن میں سے کئی ایک جالندھر۔ گورداسپور۔ ہوشیارپور لدھیانہ اور امرتسر کے رہنے والے ہیں آبادکاروں میں سے بھی اکثر کے آبائی اضلاع یہی ہیں۔ جنوری سنہ ۱۹۵۲ء تک احراراحمدی تنازعہ یہاں بھی دوسرے مقامات کا سا رنگ اختیار کئے رہا یکم دسمبر ۱۹۵۲ء کو عید میلادالنبی پر احرار نے دو جھنڈے لگائے جن پر احمدیوں کو اقلیت قرار دینے اور چوہدری ظفراللہ خان کو کابینہ سے برطرف کرنے کے مطالبات لکھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد مطالبات تمام سے پہلے یا بعد کی تقریروں کا باقاعدہ جزو بن گئے۔ تقریریں احمدیوں ہی کے نہیں حکومت کے بھی خلاف ہوتی تھیں۔ جڑانوالہ کے ایک جلسہ عام میں مولوی فیروزالدین۔ حافظ عبدالقدیر مولوی عنایت اللہ مجاہد، مولوی میرداد اور مولوی عبدالرحیم نے تقریریں کیں۔ جن میں مطالبات پر پورا زور دیا گیا ہے۔ ایسے ہی جلسے لائلپور سمندری۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ تاندلیانوالہ اور گوجرہ میں بھی ہوئے۔ اس دوران میں سارا عرصہ ایسے رضاکار بھرتی کئے جاتے رہے۔ جو قرآن پر حلف اٹھاتے۔ اور راست اقدام کے حلف نامہ پر خون سے دستخط کرتے تحریک کے لئے چندہ بھی بڑی آسانی سے جمع ہو گیا۔ اس طرح رضاکاروں کی تعداد نو ہزار اور چندہ کی رقم بتیس ہزار روپے تک پہنچ گئی۔

تحریک کو کئی ایک مسلم لیگی کارکنوں کی تائید و حمایت بھی حاصل تھی۔ دراصل لیگ کے بہت سے کونسلر مجلس احرار کے آدمی تھے۔ اور لوگوں پر تحریک کے حق میں اثر ڈالا کرتے تھے لائلپور کے غلام نبی جانباز۔ تاندلیانوالہ کے قاضی محمد حسین اور لائلپور کے مولوی عبیداللہ کو صوبائی حکومت کے زیر ہدایت ۲۷ فروری کو گرفتار کر لیا گیا۔ یکم مارچ کو ایک جلوس جامع مسجد سے ریلوے سٹیشن کی طرف چلا۔ تاکہ مولوی محمد یوسف خطیب جامع مسجد کی قیادت میں کراچی جانے والے پندرہ رضاکاروں کو الوداع کہہ سکے۔ اس موقعہ پر کسی شخص کو بھی گرفتار نہ کیا گیا۔ کیونکہ لاہور سے ٹیلیفون پر سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جو ہدایات موصول ہوئی ان میں کہا گیا تھا کہ کراچی جانے والے رضاکاروں کو گرفتار نہ کیا جائے اگلے روز صاحبزادہ افتخارالحق تنویر رضاکاروں کو لے کر لاہور آنے کے لئے چھ ہزار افراد کے جلوس کے ساتھ لائلپور ریلوے سٹیشن پر آئے۔ اور سٹیشن کے سامنے سخت اشتعال انگیز تقریر کی۔ انہیں سالاروالہ ریلوے سٹیشن پر گاڑی سے اتار کر گرفتار کر لیا گیا۔ ۴ مارچ کو دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت جلسوں۔ جلوسوں کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ اس کے باوجود سیالکوٹ میں فائرنگ کی خبر ملنے پر چار پانچ ہزار افراد کا جلوس جامع مسجد سے ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ کی طرف چلا۔ لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے ہی تیرہ افراد کو گرفتار کر کے جلوس کو منتشر کر دیا گیا۔ زراعتی کالج بھی بند ہو گیا۔ اور رضاکار دیہات سے آنے لگے۔

دولتانہ سے ملاقات کا اثر

شام کو ڈپٹی کمشنر نے سرکردہ شہریوں کا ایک اجلاس طلب کیا جس میں ڈسٹرکٹ مسلم لیگ اور سٹی مسلم لیگ کے صدر بھی شامل ہوئے۔ اور دونوں بھلے مانسوں کی روش کے باب میں اور جا ہے جو کچھ کہہ لیا جائے۔ اسے تعاون پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا سٹی مسلم لیگ کے صدر نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ ان کی یہ روش اس ملاقات کے زیر اثر ہے۔ جو تھوڑی دیر پہلے انہوں نے لاہور میں صوبہ مسلم لیگ کے صدر سے کی تھی۔

۴ مارچ کو شہر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ اور سات ہزار افراد جامع مسجد میں جمع ہو گئے جہاں کئی مولویوں نے تنی سیالکوٹ کی فائرنگ کی مذمت میں تقریریں کیں۔ جلسہ کے بعد تین علیحدہ علیحدہ جلوس نکلے۔ جو بعد میں مل گئے اور ان میں شامل ہونے والے افراد کی تعداد بڑھ کر دس ہزار ہو گئی۔ یہ لوگ ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ کی سمت بڑھے۔ اور وہاں پہنچ کر مطالبات کو دہرانے اور خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرنے لگے۔ تاہم ڈپٹی کمشنر نے بڑی ہوشیاری سے جلوس کا رخ پھیرا اور اس کی رہنمائی کر کے اسے جیل کی طرف لے چلے۔ جہاں جلوس کے رہنماؤں اور ایک سو چوبیس دوسرے افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی جلوس کے ساتھ گئے۔ ڈپٹی کمشنر نے اس کے بعد موم سیکرٹری سے فوج کے لئے استدعا کی۔ اس وجہ سے ۴ اور پانچ مارچ کی درمیانی رات کو $\frac{9}{8}$ پنجاب رجمنٹ کی بٹالین یہاں پہنچ گئی ۵ مارچ کو پچاس رضاکاروں کو گرفتار کر کے شہر سے بیس میل دور لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ ایک جلوس کے تیس افراد کو دفعہ ۸۸ انتحزیرات پاکستان گرفتار کر لیا گیا لاہور کی فائرنگ کی خبر لائلپور میں ۷ مارچ کو پہنچی۔ اس پر احتجاج کے لئے کئی جلوس نکلے۔ اور کوئی سوا سو گرفتاریاں ہوئیں۔ چک جھمرہ سے آنے والے رضاکاروں نے پنجاب ایکسپریس کو لائلپور ریلوے سٹیشن کے قریب روک لیا۔ اس کے بعد یہ خبر بھی آئی۔ کہ لاہور میں مارشل لا لگ گیا ہے۔ شام کو وزیر اعلیٰ کا یہ پیغام موصول ہوا۔ کہ حکومت پنجاب شورش پسندوں کے مطالبات سے متفق ہو گئی ہے۔ یہ مطالبات اس کی سفارش کے ساتھ مرکز کو بھیجے جا رہے ہیں اور ایک صوبائی وزیر بھی کراچی جا رہا ہے۔ تاکہ مرکزی کابینہ کے سامنے یہ مطالبات پر زور انداز سے پیش کرے شورش پسندوں نے اس اپیل کو حکومت پنجاب کی سپر اندازی کے مترادف جانا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہنگامہ نے شدت اختیار کر لی اور بعض مسلم لیگی ارکان اسمبلی نے اس واقعہ کے بعد خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرنے کی تجویز کی۔

۷ مارچ ہنگامہ۔ گڑبڑ۔ لاقانونیت کا دن تھا۔ اسی روز تین الگ الگ جلوس نکلے۔ اور کوئی ۷۰ گرفتاریاں ہوئیں۔ ان میں صدر سٹی مسلم لیگ شیخ بشیر احمد بھی شامل تھے۔ جنہوں نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ دس ہزار افراد کے ہجوم نے ضلع کچہری پر ہلہ بول دیا۔ اور وہاں پہنچ کر کھڑکیاں توڑ ڈالیں اور مجسٹریٹوں کو عدالتیں بند کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اس کے بعد ہجوم نے ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ کا رخ کیا۔ لائل پور کاٹن ملز کی ایک پرچون کی دوکان لوٹ لی گئی۔ ریلوے لائن کو اکھاڑ ڈالا گیا۔ اور ریلوے سٹیشن کے قریب تین ٹرینوں کو روکا گیا۔ ریلوے سٹیشن پر دوکانوں اور مسافروں کو بھی لوٹا گیا۔ گاڑی میں بیٹھی ہوئی بعض خواتین سے چھیڑ چھاڑ کی گئی۔ اور ایک کیبن والے کو شدید طور پر زخمی کر دیا گیا۔ ہجوم کو منتشر ہونے کی ہدایت کی گئی۔ لیکن جب اس نے ہدایت پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پولیس کو گولی چلانے کا حکم دے دیا۔ اس حکم کے ماتحت ستائیس گولیاں چلائی گئیں۔ جن سے چار اشخاص ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد کرفیو لگا دیا گیا۔ اور اس روز بعض مسلم لیگی ارکان اسمبلی نے سمندری میں ایک جلوس کی قیادت کی۔

لائلپور میں ۸ مارچ کو بیس ہزار افراد کا ہجوم ان لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جمع ہوا۔

لائل پور کے سرکردہ شہریوں کے اجلاس میں خود ضلع مسلم لیگ کے صدر نے مجلس عمل کی ترجمانی کے فرائض ادا کئے

جو گذشتہ روز ہلاک ہو گئے تھے۔ اس روز زراعتی کالج سے ایک اور جلوس نکلا۔ دن بھر کرفیو کے احکام کی خلاف ورزی ہوتی رہی۔ اور کوئی ایک سو دس گرفتاریاں ہوئیں۔ جس وقت یہ خبر ملی۔ کہ ایک ہجوم چنیوٹ بازار کی طرف بڑھے چلا آتا ہے تو ڈپٹی کمشنر اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس فوج کا گشتی دستہ لے کر وہاں پہنچے۔ اُن کا سامنا ایک ایسے ہجوم سے ہوا جو جارحانہ انداز لئے ہوئے تھا۔ اس ہجوم کو غیر قانونی اجتماع قرار دے کر منتشر ہونے کا حکم دیا گیا۔ لیکن اس حکم پر کسی نے عمل نہ کیا۔ اور ڈپٹی کمشنر نے فوج کو فائرنگ کا حکم دے دیا جس سے ایک شخص زخمی اور تین ہلاک ہو گئے۔

احرار رضاکار گوجرانوالہ سے ایک ایسے ٹرک میں آئے جس میں لاؤڈ سپیکر لگا ہوا تھا۔ وہ یہاں سے بچ کر نکل گئے۔ اور ٹرک میں جھنگ چلے گئے۔ جہاں انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے پاس تین تین ریوالور۔ کافی گولیاں اور تیس ہزار روپے کی نقد رقم موجود تھی۔ اسی شام ایک ہجوم نے شہر کے اندرونی سلسلہ مواصلات کے تمام تار کاٹ دیئے۔

۹ر مارچ کو دن بھر کا کرفیو لگا دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود زراعتی کالج کے طلبہ نے بڑا لمبا جلوس نکالا۔ رضاکار دیہات سے بھی آئے۔ اور ان میں سے ایک سو بیس کو جو جامع مسجد میں پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ گرفتار کر لیا گیا۔ شام کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سرکردہ شہریوں کا ایک اجلاس طلب کیا جس میں ضلع مسلم لیگ کے صدر نے صرف مجلس عمل کی ترجمانی کے فرائض ادا کئے۔

۱۱ر مارچ کو وزیر اعلیٰ کی طرف سے دوسری اپیل آئی۔ جس میں شورش پسندوں کے خلاف سخت کارروائی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ کیونکہ اس سے ضلعی حکام کو ایک واضح ہدایت مل گئی۔ اس لئے تحریک دبنے لگی۔ اور اگرچہ ۱۷ر مارچ کو رضاکاروں کا ایک جلوس جامع مسجد سے نکلا۔ تاہم ۱۹ر مارچ کو متولی کی اعانت سے مسجد کو خالی کرا لیا گیا۔ اور ۲۰ر مارچ کو ضلع کے حالات اعتدال پر آ گئے۔

اس سارے عرصہ میں نہ کسی احمدی کے جان و مال کو، نہ شہر یا متعلق رقبے میں کسی اور جائداد کو نقصان پہنچا۔ غیر سرکاری فائرنگ کے دو واقعات ہوئے۔ دونوں دفعہ کسی احمدی نے غلط فہمی کے باعث گولی چلائی۔ جس سے بعض نیچے زخمی ہو گئے اس ضلع میں بیاسہ جھمرہ۔ جڑانوالہ۔ راجکوٹ سمندری۔ تاندلیانوالہ۔ گوجرہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

اور کمالیہ کے قصبات پر بھی یہ شورش اثر انداز ہوئی۔ لیکن ان مقامات پر نہ طاقت استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ نہ احمدیوں کا کوئی جانی یا مالی نقصان ہوا۔ شورش پسندوں سے اس ضلع میں نقد کی جس رقم پر قبضہ کیا گیا۔ وہ مبلغ چار ہزار سات سو تیئیس روپے دو آنے تین پائی بنتی ہے۔

منٹگمری کی صورت حال

منٹگمری احرار کا ایک اہم مرکز ہے۔ کیونکہ (۱) یہاں احرار کے متعدد کارکن آباد ہیں۔ (۲) احرار اینٹی احمدیہ تحریک کے داعیوں کے خلاف کئی قانونی مقدمات ہوئے ہیں اور (۳) احرار جامعہ رشیدیہ کے نام سے ایک ادارہ چلا رہے ہیں۔ جو ان کی نیم مذہبی نیم سیاسی سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس ضلع کے پانچ سرکردہ احرار کارکن مفتی ضیاء الحسن مولوی حبیب اللہ۔ مولوی لطف اللہ۔ مولوی عبید اللہ اور مولوی بشیر احمد رمضانی ہیں۔ مفتی ضیاء الحسن احرار راہنما مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے بھتیجے ہیں۔ جو منٹگمری میں آ کر آباد ہو گئے ہیں۔ مولوی حبیب اللہ۔ مولوی لطف اللہ اور مولوی عبید اللہ تینوں بھائی ہیں۔ اور جامعہ رشیدیہ کے بانی ہیں۔

منٹگمری میں فسادات سے پہلے یا ان کے دوران میں جو واقعات ہوئے۔ اور جن کی روداد مسٹر حق نواز سپرنٹنڈنٹ پولیس کے مفصل تحریری بیان میں مذکور ہے۔ وہ سیاسی نوعیت کے ہیں۔ جیسے دوسرے مقامات پر رونما ہوئے۔ یہ واقعات احرار اور احمدیوں کی ایک دوسرے کے خلاف تقریروں جولائی ۱۹۵۲ء کی آل پارٹیز کنونشن کی جانب سے مطالبات کی تشکیل کے بعد مساجد سے احمدیوں کے خلاف شدید پروپیگنڈے راست اقدام کے لئے فنڈ کی فراہمی اور رضاکاروں کی بھرتی اور ۲۷ر فروری کی گرفتاریوں کے بعد عوامی جلسوں جلوسوں اور دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری یا دفعہ ۳ پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتاریوں پر مشتمل ہیں۔

جماعت اسلامی کے مقامی کارکن اور دوسرے مولوی تحریک میں شامل ہو گئے اور مسجدیں رضاکاروں کے ہیڈ کوارٹر بن گئیں احرار جماعت اسلامی مسلم لیگ اور دوسری جماعتوں کے ان کارکنوں کے نام جنہوں نے مظاہروں میں سرگرمی سے حصہ لیا سپرنٹنڈنٹ پولیس کے تحریری بیان کے ضمیمہ ۱ میں مذکور ہیں۔ جہاں تک رضاکاروں کا تعلق ہے منٹگمری میں دو ہزار، اوکاڑہ میں ڈیڑھ ہزار، عارف والا میں سات سو اور چیچہ وطنی میں دو سو بھرتی کئے گئے۔

صوبائی حکومت کی جانب سے مولوی لطف اللہ اور حبیب اللہ کی گرفتاری کے احکام ۲۷ر فروری کو موصول ہوئے حبیب اللہ پہلے ہی ہائی کورٹ کے ایک حکم کی رو سے توہین عدالت کی بناء پر سزائے قید بھگت رہا تھا۔ ضلعی حکام مزید گرفتاریاں کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مفتی ضیاء الحسن، مولوی عبد اللہ اول اور مولوی عبید اللہ ثانی کی گرفتاری کے لئے صوبائی حکومت سے اجازت حاصل کر لی ۲ر مارچ کو اسے۔ ڈی۔ جی۔ آئی سے ہدایات موصول ہوئیں کہ کراچی جانے والے رضاکاروں کو گرفتار نہ کیا جائے۔

شورش میں اضافہ

وزیر اعلیٰ کی ۶ر مارچ کی اپیل کا یہاں بھی دوسرے مقامات کا سا اثر ہوا۔ اس اپیل نے شورش کو تیز تر کر دیا۔

اس ضلع میں اہم واقعات صرف اوکاڑہ میں ہوئے ۲۰ر مارچ کی اپیل کا یہاں بھی دوسرے مقامات کا سا اثر ہوا۔ اس اپیل نے شورش کو تیز تر کر دیا۔

اس ضلع میں اہم واقعات صرف اوکاڑہ میں ہوئے۔ ۶ر مارچ کو تین ہزار افراد کا ایک ہجوم ریلوے سٹیشن پر پہنچا۔ اور اس نے ڈاؤن پاکستان میل کو تین گھنٹے تک روکے رکھا۔ ہجوم نے ڈبوں کی کھڑکیاں اور "ویکیوم" کی زنجیریں توڑ ڈالیں۔ اور مسافر خواتین سے چھیڑ چھاڑ کی کوشش کی۔ ۱۰ر مارچ کو اوکاڑہ کے قریب تار کی لائن کاٹ ڈالی گئی۔ ۳۰ر اپریل کو جامع مسجد میں بعض جوشیلی تقریریں ہوئیں۔ جن کے بعد عورتوں کا ایک جلوس لکھے ہوئے نعرے ہاتھوں میں اٹھا کر نکلا۔ پولیس نے ان تحریری نعروں کو اپنے قبضہ میں کرنے کی کوشش کی۔ لیکن پانچسو افراد کا ایک مشتعل ہجوم اس پر پل پڑا۔ پولیس جب اس ہجوم کو پسپا کر رہی تھی۔ ایک ستر سالہ بوڑھا زخمی ہو گیا۔ اور بعد میں ہسپتال پہنچ کر چل بسا اس کے علاوہ ۸ر تاریخ کو بھی ایک واقعہ ہوا جس کا ذکر اگرچہ کسی سرکاری بیان میں نہیں آیا۔ تاہم: سے بے اعتمادی سے دیکھنے کی ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اس روز اوکاڑہ کے قریب چک ۵۲ ایل کے رہنے والے حافظ محمد بخش سیکرٹری جماعت احمدیہ اور ان کے کنبہ کے دو افراد کو جن میں سے ایک گریجوایٹ اور دوسرا بی۔ اے۔ ایل ایل بی ہے اپنے عقیدے سے ارتداد اور بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق دشنام طرازی پر مجبور کیا گیا۔ پھر انہیں چار پانچ ہزار افراد کا ایک ہجوم ان کے گاؤں سے جامعہ علیہ اوکاڑہ میں لایا۔ جہاں انہیں مولوی ضیاء الدین کے پاس پیش کر کے اپنے ارتداد کا دوبارہ اعلان کرنے پر مجبور کیا گیا۔

۱۴ر مارچ کو منٹگمری اور اوکاڑہ میں چوبیس گھنٹے کا کرفیو لگا دیا گیا۔ تاکہ سرغنوں کی گرفتاری آسان ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے منٹگمری میں ۱۴ر مارچ کو دن کے ڈھائی بجے سے اگلے روز چھ بجے صبح ایک دوبارہ کرفیو لگایا گیا۔ ۲۰ر مارچ سے سترہ روز کے لئے منٹگمری اور اوکاڑہ میں جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت بھی کر دی گئی تھی۔

اوکاڑہ کے واقعہ کے بعد ضلع منٹگمری کے حالات ۱۰ر اپریل ۱۹۵۳ء کو اعتدال پر آ گئے۔

ہم یہاں تک اس قضیہ سے تعلق رکھنے والے واقعات کو تاریخی ترتیب سے بیان کر آئے ہیں۔ ہم نے متعلقہ حقائق و واقعات کی تفصیل کے ساتھ ان امور کے بارے میں اپنا فیصلہ بھی دیا ہے۔ جو بعض فریقوں کے درمیان متنازعہ فیہ ہیں۔ اب ہم اپنے نتائج مرتب کرتے ہیں۔ اور ان مسائل کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو ہماری تحقیقات کا موضوع بنے ہیں۔ پنجاب میں ۱۹۵۴ء کے قانون نمبر ۲ کی دفعہ ۳ کے مطابق ہمیں یہ کام سونپا گیا تھا کہ حسب ذیل زیر تنقیح امور کی روشنی میں فسادات سے تعلق رکھنے والے واقعات اور ان کی ذمہ داری کے بارے میں تحقیقات کریں

(الف) فسادات کی ذمہ داری

(ب) وہ حالات جو ۶ر مارچ ۱۹۵۳ء کو لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ کا باعث بنے۔

(ج) صوبے کے شہری حکام نے فسادات کو روکنے اور آفات کے بعد ان سے نپٹنے کے جو اقدامات کئے وہ کافی تھے یا نہیں؟

شق ب میں حالات کے متعلق جو کچھ پوچھا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم فسادات سے پہلے اور ان کے دوران میں رونما ہونے والے واقعات کو محض بیان کر دیں۔ ہم اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ ہمیں اس تعلق کو واضح کرنا ہے۔ جو فسادات سے قبل اور دوران میں ہونے والے واقعات کا مارشل لاء

مجلس عمل کے ارکان اپنے طریق کار کے خطرناک نتائج و عواقب کو پوری طرح جانتے تھے

۶ مارچ کو معاشرہ کے پست عناصر جنگلی جانوروں کی طرح انسانوں کو ہلاک کرنے اور مال و اسباب کو لوٹنے اور جلانے لگے

کے نفاذ تک تھا۔ یہ قانون ہمیں اس امر کی تحقیقات کرنے کو بھی کہتا ہے کہ فسادات کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے امور زیر تنقیح کی نوعیت ہی سے ظاہر ہے کہ فسادات کی ذمہ داری اور مارشل لاء کے نفاذ کا موجب بننے والے واقعات کے متعلق اپنے نتیجے بیان کرتے وقت بحث اور ہماری تحقیقات کے مختلف حصے آپس میں لازماً مل جائیں گے۔ ہم نے دونوں معاملات کو حتی الامکان جدا جدا رکھنے اور اعادہ سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ان کا آپس میں بڑا تعلق ہے اور وہ ایک دوسرے میں بالکل ملے ہوئے ہیں۔ ذمہ داری کے متعلق استفسار اگرچہ شق ۲ کے تحت اور حالات کے متعلق شق ۳ میں ہے۔ تاہم حالات کی تفصیل پہلے بیان کرنا ہمارے نزدیک زیادہ سہل اور منطق کے اصول کے عین مطابق ہے۔

تمام متعلقہ فریقوں نے تسلیم کیا ہے کہ ۶ مارچ کو جیسی صورت حال تھی۔ اس کے پیش نظر شہری طاقت کو فوج کے ماتحت کر کے معاملات فوج کے سپرد کر دینا ناگزیر ہو چکا تھا۔ شہری حکام جو عام حالات میں امن و قانون اور نظم و نسق برقرار رکھنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اس وقت بالکل بے بس ہو چکے تھے۔ اور ۶ مارچ کو جو صورت حال ہو گئی اس سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت اور خواہش دونوں کھو چکے تھے۔ نظم و نسق کی مشینری بیسر ناکام رہی تھی۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں تھا۔ جو ارتکاب جرائم کو روک سکتا یا مجرموں کو گرفتار کر کے قانون کے نفاذ کی ذمہ داری لینے کے لئے بے تاب ہو یا کم از کم ایسا کرنے کا خواہش مند ہی ہو۔ انسانوں کے منظم گروہ جو عام حالات میں سمجھدار ہوشمند شہری ہوا کرتے تھے ہسٹریا کے مریضوں کی طرح بے قابو ہجوم بن گئے۔ اور ان میں واحد جذبہ یہی تھا۔ کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کر کے آئینی حکام کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں ایسے وقت میں معاشرہ کے پست عناصر اس گڑبڑ سے فائدہ اٹھا کر جنگلی جانوروں کی طرح محض شغل کی خاطر یا کسی موہوم دشمن کو نقصان پہنچانے کی غرض سے انسانوں کو ہلاک کرنے ان کا مال اسباب لوٹنے اور قیمتی جائداد کو جلانے پھرتے تھے وہ ساری مشینری جو معاشرہ کو زندہ و پائندہ رکھتی ہے پرزے پرزے ہو چکی تھی۔ اور پاگل انسانیت کے حواس کو ٹھکانے لگانے اور بے کس شہریوں کی حفاظت کا بندوبست کرنے کے لئے کسی سخت اقدام کی ضرورت تھی۔ اس طرح فسادات مارشل لاء کے نفاذ کے براہ راست ذمہ دار تھے۔

فسادات کیسے ہوئے؟

لیکن خود فسادات کیسے ہوئے؟ کیا ان کا سبب کوئی اچانک اور غیر متوقع واقعہ تھا۔ یا کیا بعض افراد اور جماعتیں جان بوجھ کر دیر سے ان کی تیاریاں کر رہی تھیں؟ یہاں بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ فسادات ان احتجاجوں اور مظاہروں کا نتیجہ تھے۔ جو کراچی میں ۲۷ فروری کی صبح کو اور پنجاب میں ۲۷ کی رات کو اور اس کے بعد مجلس عمل کے ارکان کی گرفتاری کے بعد پنجاب کے مختلف شہروں میں ہونے لگے۔ یہ گرفتاریاں اس وجہ سے عمل میں آئیں۔ کہ ڈائریکٹ ایکشن کرنے کی جو دھمکی وزیر اعظم کو مہینہ بھر پہلے دی گئی تھی۔ اس پر ۲۷ فروری کی صبح کو گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی قیام گاہ پر رضاکاروں کے دستے بھیج کر عمل ہونے والا تھا۔ ہم اس بات کا یقین کرنے کو کہا جا رہا ہے کہ یہ دستے اپنی منزل مقصود پر پورے نظم و ضبط سے پہنچتے۔ وہ مطالبات کے متعلق حکومت کے موقف پر عوام کے غیظ و غضب کا قطعاً اظہار نہ کرتے اور صرف پانچ پانچ کی تعداد میں ایک طرح کی ستیہ گرہ کرتے۔ لیکن جس شخص کو بھی اس صورت حال کا کچھ تجربہ ہو۔ وہ اس خیال کو محض ایک خوش فہمی اور بے اثر دلیل قرار دے کر مسترد کر دے گا۔ گرفتاریاں عمل میں لانے پر کراچی یا کسی دوسری جگہ واقعات کی رفتار کیا ہوتی یا شورش کیا رخ اختیار کرتی۔ اس کا جواب ایسے مواقع پر ہجوم کی نفسیات اور نظم و نسق کی مشکلات کے تجربے کی روشنی میں محض ظن و اندازہ سے نہیں۔ بلکہ واقعات سے استنباط اور پیش بینی سے مل سکتا ہے۔ اس لئے ۲۷ کی صبح کو کوئی گرفتاری عمل میں نہ بھی آتی تو فسادات ضرور رونما ہوتے۔ البتہ یہ فرق ضرور ہوتا کہ کراچی میں ہی نہیں۔ پنجاب کے اہم شہروں میں بھی جہاں رضاکاروں کے دستے منظم کرنے راست اقدام کمیٹیاں بنانے اور ڈکٹیٹروں کو نامزد کرنے کی طویل تیاریاں ہو چکی تھیں۔ گرفتاریاں عمل میں لانا تھوڑی دیر کے بعد ضروری ہو جاتا ہے۔ جب ہم ذمہ داری کے مسئلہ پر بحث کرنے لگیں گے۔ تو ہم بتائیں گے۔ کہ جن جماعتوں نے ڈائرکٹ ایکشن کے متعلق سوچا۔ اس کا آغاز کیا۔ اور اس کی منصوبہ بندی کی۔ تو وہ راست اقدام کے قدرتی نتائج سے آگاہ تھیں۔ مجلس عمل کے ارکان میں سے کوئی بھی احمق نہیں تھا۔ تو اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جو طریق کار مجلس نے اختیار کیا تھا۔ وہ شہریوں کی جان و مال اور سرکاری مشینری کی بقا کے لئے خطرناک نتائج و عواقب کا حامل ہے۔

درحقیقت وزیر اعظم کو جو نوٹس دیا گیا۔ اسی میں ان سے کہا گیا تھا۔ کہ وہ مطالبات منظور کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ تو اپنے عہدہ سے الگ ہو جائیں۔ ڈائرکٹ ایکشن کی دھمکی تو اسی صورت میں تھی۔ جب وزیر اعظم اپنی رٹ پر قائم رہیں۔ اور ان مطالبات کو ماننے سے انکار کر دیں۔ اس دھمکی کے بین السطور میں اس منصوبہ کا اعتراف موجود تھا۔ کہ وزیر اعظم مستعفی نہ ہوئے۔ تو ان کی جگہ کسی ایسے شخص کو حکومت کا سربراہ مقرر کیا جائے گا۔ جو یہ مطالبات ماننے پر آمادہ ہو۔ لہذا خود مطالبات کو ان فسادات کا براہ راست سبب ماننا چاہیئے۔ ان حالات میں یہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ مطالبات کیا تھے۔ وہ کس نوعیت کے تھے۔ اور ان کا باعث کیا تھا؟ مطالبات تین تھے۔ پہلا مطالبہ یہ حکومت سے کہا گیا تھا۔ کہ وہ احمدیوں کی قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ دوسرے اور تیسرے مطالبہ میں چوہدری ظفر اللہ خاں اور دوسرے احمدیوں کو کلیدی اسامیوں سے برطرف کرنے کو کہا گیا تھا۔ ہمارے سامنے تمام فریقوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ تینوں مطالبات بنیادی طور پر سیاسی نہیں بلکہ مذہبی تھے۔ اس نقطۂ نگاہ سے صرف ایک شیعہ عالم حافظ کفایت حسین نے اختلاف کیا ہے۔ جن کا کہنا ہے کہ محض احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ مذہبی تھا۔ باقی دونوں مطالبات سیاسی تھے۔ جماعت اسلامی پاکستان کے امیر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی مطالبات کی بنیادی مذہبی نوعیت سے انکار نہیں کیا۔ ہاں مولانا مودودی نے ان کے کچھ اور سبب بھی گنائے ہیں۔ باقی تمام شمار نے واضح طور پر کہا ہے۔ کہ تینوں مطالبات مذہبی نوعیت کے تھے۔ ان میں سے ایک بھی سیاسی نہیں تھا۔ درحقیقت ڈائرکٹ ایکشن میں حصہ لینے والا کوئی بھی شخص ان مطالبات کی سیاسی نوعیت اختیار کر کے اپنے آپ کو فسادات کا براہ راست ذمہ دار گردانے سے بچ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے ہر ایک کو ان کی مذہبی نوعیت اس مجبوری کے باعث تسلیم کرنی پڑی۔ کہ کسی دنیوی مقصد کے لئے فسادات کی ذمہ داری سے وہ اپنا دامن بچا سکے۔

بعض اہم فریق مثلاً احرار اور جماعت اسلامی اور بعض ایسے علما جو کسی زمانہ میں احرار یا کانگرس میں شامل تھے۔ اور قیام پاکستان سے قبل جن کا مسلک وطن پرستی اور لادینی ریاست کی دائمی حمایت اور تقسیم ملک کی مخالفت پر مبنی تھا۔ انہیں تحقیقات کے اس مخمصے سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ جو موقف وہ اب اختیار کر رہے تھے وہ ان کے پہلے بیانات سے غیر مطابق تھا۔ اور اپنی تردید آپ کر رہے تھے۔ کیونکہ اگر مطالبات مذہبی نوعیت کے تھے۔ اور مذہب میں کوئی لچک یا تبدیلی نہیں آ سکتی ہے۔ تو پھر یہ سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ کہ جو نظریات مذہب پر مبنی ہوں۔ وہ وقت اور مقام کے ساتھ کیسے بدل سکتے ہیں؟ بہرحال پیچیدگیوں کا پورا احساس رکھنے کی وجہ سے وہ اسی موقف پر قائم رہے جو انہوں نے لوگوں کے سامنے اختیار کیا تھا۔ اور وہ موقف یہ ہے کہ مطالبات ان کے مذہبی عقائد پر مبنی ہیں۔

"متفقہ" مطالبات

مطالبات کے متعلق اس مرحلہ پر ہم ایک اور نکتہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مطالبات انہی جماعتوں کے نہیں تھے۔ جو لاہور کی آل مسلم پارٹیز کنونشن اور کراچی کی آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کی قرار دادیں منظور کرنے میں شریک ہوئیں۔ بلکہ اسلام کے تمام مذہبی فرقوں کے متفقہ مطالبات تھے۔

ہمارے سامنے یہ نہیں کیا گیا کہ مختلف مذہبی گروہوں یا تنظیموں نے جن میں سے بعض کا اپنا آئین بھی ہے اس معاملہ پر آزادانہ بحث کر کے اپنے آئین کے مطابق اس کے بارے میں قرار دادیں منظور کی ہیں واقعہ یہ ہے کہ ہر مذہبی گروہ کے کسی رکن یا ارکان کو خواہ وہ اس کے عہدیدار ہوں یا نہ ہوں۔ کنونشن میں اس گروہ کی نمائندگی کے لئے چنا گیا۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تمام گروہوں کے متفقہ مطالبات تھے تو یہ دعویٰ صرف اسی حد تک درست ہے کہ ملک کے سب سے اہم مذہبی گروہوں کے کسی رکن یا بعض ارکان نے مطالبات کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اسلئے ان مطالبات کو صرف اسی معنی میں تمام اسلامی فرقوں کے متفقہ مطالبات کہا جا سکتا ہے (باقی)

اگست وستمبر ۱۹۵۴ء میں آپکی قیمت اخبار ختم ہے!

مہربانی فرماکر قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا کریں وی پی کا انتظار نہ کیا کریں۔ وی پی کے ذریعہ خرچ بھی زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ اور رقم بھی دفتر میں دیر سے ملتی ہے۔ اس میں آپ کو نقصان ہے منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھجوانے میں آپ کو فائدہ ہے۔ ۳۰ ستمبر تک انتظار کرنے کے بعد جن کی طرف سے اطلاع موصول نہ ہوئی ان کے نام کی اخبار کی روانگی بند کر دی جائیگی۔

عـ۱۰۱۸ مکرم محمد محسن صاحب — ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۲۱۹ مکرمہ سہیلہ خاتون صاحبہ — ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۴۳۸ مکرم محمد حنیف صاحب — ۷ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۴۴۴ مکرم سید منظور احمد صاحب — ۷ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۴۴۶ مکرم شیر علی صاحب — ۷ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۵۷۱ مکرم فتح دین صاحب — ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۵۷۳ مکرم محمد کرام اللہ صاحب — ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۵۷۴ مکرم قریشی مشتاق احمد صاحب — ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۵۸۶ مکرم ڈاکٹر محمد رفیع صاحب ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۵۳ مکرم سید شکیل احمد صاحب ۷ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۵۴ مکرم شیخ قطب الدین صاحب ۷ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۵۸ مکرم ماسٹر نصیر احمد صاحب ۱۴ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۶۰ مکرم برکت اللہ صاحب ۱۴ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۶۲ مکرم سید جمیل احمد صاحب ۱۴ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۶۳ مکرم نعیم احمد صاحب ۱۴ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۶۴ مکرم سید بدر الحسن صاحب ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء

عـ۱۷۶۵ مکرم اے مننین صاحب ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۶۶ مکرم شیخ بادر احمد نور ۱۴ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۶۹ مکرم محمد شفیع صاحب ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۷۰ مکرم سید ارشد علی صاحب ۲۱ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۷۱ مکرم غلام محمد مصطفےٰ صاحب ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۸۲۳ مکرم نصیر الدین صاحب ۷ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۸۲۶ مکرم شیخ بشیر حسن صاحب ۷ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۸۳۳ مکرم محمد رفیق صاحب ۲۸ راگست ۱۹۵۴ء
عـ۱۲۳۹ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ۳۸ رستمبر ۱۹۵۴ء
عـ۱۴۵۳ مکرم ولی محمد صاحب ۷ رستمبر ۱۹۵۴ء
عـ۱۴۶۲ مکرم سلیمان خان صاحب ۲۸ رستمبر ۱۹۵۴ء
عـ۱۶۳۸ مرزا احسن بیگ صاحب ۷ رستمبر ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۵۹ مکرم حافظ صدر دین صاحب ۱۴ رستمبر ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۷۲ مکرم اے مجیب صاحب ۳۰ رستمبر ۱۹۵۴ء
عـ۱۷۷۳ مکرمہ اکبری خانم صاحبہ ۳۰ رستمبر ۱۹۵۴ء

(مینیجر بدر)

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ جولائی ۱۹۵۴ء کی فہرست اور اعلان دعا،

جن احباب کی طرف سے ماہ جولائی میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہوئی ہیں۔ انکی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے۔ اور مزید خدمات کے مواقع عطا فرمائے۔ اس فنڈ کی غرض اور اہمیت کے متعلق بیشتر ازیں مختلف اوقات میں بذریعہ اخبار بدر اور جماعتی و انفرادی رنگ میں تحریکات کرتے ہوئے توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ اور اس فنڈ کو بڑھانے اور مضبوط بنانے کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد بھی احباب تک پہنچایا جا چکا ہے۔ مستقل ماہوار فرد کی اخراجات کے مقابل پر موجودہ آمد درویش فنڈ بہت کم ہے اور اس میں ابھی بہت اضافے کی ضرورت ہے۔ بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے ماہوار ادائیگی کے وعدہ مرکز میں بھجوائے تھے۔ نگران کی طرف سے ادائیگی باقاعدگی سے نہیں ہوتی ایسے احباب ادائیگی میں باقاعدگی کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور اپنے بقایا جات ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ جو احباب کسی مجبوری کیوجہ سے قبل ازیں وعدہ نہ کر سکے ہوں وہ اب اس تحریک میں شرکت فرمائیں اور جو احباب ماہوار درویش فنڈ میں شمولیت کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ان کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً اس تحریک میں حسب توفیق شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ ناظر بیت المال قادیان

سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی امین جماعت احمدیہ کلکتہ ۲۵/- زبیدہ بیگم صاحبہ والدہ منیر احمد صاحب کلکتہ ۱۰/- مکرم نسیم اللہ صاحب بھوپال ۱/- مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب مع اہل و عیال حیدرآباد ۲۹/۹/- مکرم میر کلیم اللہ صاحب شموگہ ۲۵/- مکرم محمود الحسن صاحب کپورتھلہ دہلی ۱۵/- محترمہ والدہ نسیم احمد صاحب آرہ ۱۵/-

مکرم محمد تقی صاحب مونگھیر ۵/- جماعت احمدیہ رانچی ۱۰/- مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ کانپور ۹/۴/- مکرم بھیکن خان صاحب کیرنگ ۲/- مکرم سید حسن شاہ صاحب ٹیلر ماسٹر ستارہ ابجیبی ۱/- مکرم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی ۱/۱۰/- مکرم منشی فیروز الدین صاحب جموں ۱۴/- مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ ۲۵/- روپے

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

نمبر شمار	نام جماعت	عہدہ	نام عہدہ دار
۱	کالیکٹ	جنرل سیکرٹری	مکرم کے پی عبدالرحیم صاحب
	"	سیکرٹری مال	" ایم مسلی کویا صاحب
۲	کٹک	پریذیڈنٹ	" سید ابو صالح صاحب
	"	وائس پریذیڈنٹ	" محمد ہاشم صاحب
	"	سیکرٹری مال	" لقاء الرحمٰن صاحب
	"	سیکرٹری تعلیم و تربیت	" عبدالصمد خاں صاحب
	"	" تبلیغ و ضیافت	" شفیق الدین صاحب
۳	نیا گرام	پریذیڈنٹ	" مرزا آدم بیگ صاحب
۴	کلکتہ	سیکرٹری مال	" محمد احمد صاحب غوری حیدرآبادی
	"	محاسب	" سید کریم بخش صاحب
	"	امین	" میاں محمد عمر صاحب سہگل

نوٹ:- اس انتخاب و منظوری کی میعاد ۳۰ راپریل ۱۹۵۶ء تک ہے۔
(ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

اعلان

عبدالوہاب صاحب، محمد عارف صاحب اور ناصر احمد صاحب کو رمضان المبارک میں سینما دیکھنے اور نظام سلسلہ کیخلاف کئی نامناسب افعال کا ارتکاب کیوجہ سے انجمن کی ملازمت سے فراغت کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظوری سے اخراج از جماعت و مقاطعہ کی سزا دی جاتی ہے۔ امراء و صدر صاحبان اپنی جماعتوں میں اس کا اعلان کر دیں کہ کوئی فرد ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں!

۱۸ راگست۔ تہران - ایران کے سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر حسین فاطمی کے خلاف پانچ الزامات کے تحت ایک مقدمہ بغاوت شروع ہونے والا ہے۔ جنرل آزموده چیف پبلک پراسیکیوٹر نے عدالت سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈاکٹر فاطمی کو سزائے موت دی جائے۔ مقدمہ کی سماعت فوجی عدالت میں ہوگی۔

نظام آباد - پولیس کی بر وقت آمد کے باعث دو فرقوں کے درمیان تصادم رک گیا۔ ۱۵ راگست کی گڑبڑ میں ایک سو انیس اشخاص خفیف طور پر مضروب ہوئے تھے۔ قصبہ میں شام سے صبح تک کا کرفیو نافذ ہے۔

قاہرہ - اینگلو مصری معاہدہ کے مطابق برطانوی فوج کے دو دستے پورٹ سعید سے برطانیہ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ خیال ہے کہ دو سال میں تمام برطانوی فوج مصر سے چلی جائے گی۔

۱۷ راگست دہلی - دریائے جمنا میں پانی لگاتار بڑھ رہا ہے۔ خطرہ کے نشان سے صرف ایک فٹ تین انچ پانی نیچے رہ گیا ہے۔ افسران کو کشتیاں اور موٹر بوٹ تیار رکھنے کا حکم مل چکا ہے۔

وہی ہمارا کرشن بقیہ صفحہ ۳

نجرا نور بخشتا ہے اور اُنکی دعائیں سنتا ہے اور اُنکی نصرت کرتا ہے اور لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور عزتیں بخشتا ہے آپکو چاہیئے کہ اُن کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں اور اگر کوئی شک ہو تو پرماتما سے دعا کریں۔ کہ اسے پرماتما! اگر یہ آدمی جو تیری طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے آپکو نہہ کلنک اوتار کہتا ہے اپنے دعوے میں سچا ہے تو اسکے ماننے کی ہمکو توفیق دے اور ہمارے سینہ کو اسپر ایمان لانیکے لئے کھولدے پھر آپ دیکھیں گے کہ پرماتما ضرور آپکو غیبی نشانوں سے اُسکی صداقت پر یقین دلا دیگا۔ اور اگر آپ وعدہ کریں کہ سچائی کھلنے پر آپ اُسکے دعوے کو مان کر اپنے پیدا کرنیوالے اور مالک سے صُلح کرلیں گے۔ تو آپ سچے دل سے میری طرف رجوع کریں اور اپنی مشکلات کیلئے دعا کرائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی مشکلوں کو دور کریگا اور مرادوں کو پورا کرے گا۔ مگر اسی دستور کے مطابق جو اگلے کرشن جی اور رامچندر جی کیوقت تھا۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ پھر آپ دنیا کی محبت کو چھوڑ کر اس کیساتھ تعلق پختہ پیدا کریں۔ اور اُس کی آواز کو اپنے باقی دوستوں اور عزیزوں تک پہنچائیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو [illegible] ہیں۔ یہ جو اس نے تدبیریں بتائی ہیں۔ اُن پر عمل کر کے پرماتما کے سچے عاشق اور مخلص سیوک بن جائیں اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔

۱۶ راگست دہلی - سوشلسٹ لیڈر مسٹر اشفاق احمد نے یو پی کے حالیہ فسادات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے وزیر داخلہ یو پی مسٹر سمپورنانند کی برطرفی کا مطالبہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ ہندوستان کو بدنام کرنے والوں کی سرکوبی میں ناکام رہے ہیں۔

ڈبرو گڑھ - آسام کے گورنر نے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ ہوائی جہاز پر پرواز کرتے ہوئے آپ نے سینکڑوں لوگوں کو عمارتیں خالی کرتے ہوئے دیکھا۔ میلوں میں علاقہ میں پانی کھڑا ہے۔

کراچی - مسٹر محمد علی کے نام ایک پیغام میں مسٹر نہرو نے مشرقی بنگال کے سیلاب زدہ لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ نیز مشرقی پاکستان میں سیلاب زدوں کی امداد کے لئے پٹ سن کی چادریں بھیجنا منظور کیا ہے۔

لنڈن - برطانوی دفتر خارجہ کے ترجمان کا کہنا ہے کہ ممکن ہے نہر سویز کے مستقبل کے سوال پر سمجھوتہ نہ ہونے پر برطانیہ مصر کو پھر سے ہتھیاروں کی سپلائی شروع کر دے۔

کلکتہ - ڈاکٹر راماسوامی مالیا رنے تجویز کیا ہے کہ ملک کے اتحاد کے لئے لسانی بنیادوں پر ریاست کی تقسیم کے سوال کو دس پندرہ سال کے لئے ملتوی کر دینا چاہئیے۔

کلکتہ - ایک امریکن طیارہ کو جو ڈھاکہ کے سیلاب زدگان کو ضروری سامان پہنچا کر امریکہ واپس جا رہا تھا۔ ڈمڈم کے ہوائی اڈہ پر اترا۔ جہاز کا عملہ کلکتہ شہر کے اندر جانا چاہتا تھا۔ لیکن پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے اسے اجازت نہ مل سکی۔ اور طیارہ چار گھنٹے بعد ٹوکیو کو روانہ ہو گیا۔

واشنگٹن - امریکی صدر آئزن ہاور نے اپنی ہفتہ واری پریس کانفرنس میں کہا کہ امریکہ کے ساتویں بحری بیڑہ کو ختم کرنے سے پہلے کوئی بھی فارموسا تک نہیں پہنچ سکتا۔

بریلی - بھاکڑا اور منگل پر دو نئے پلوں کی تعمیر پر پچیس لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔ دونوں پلوں کے درمیان دو میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہ پل مراد آباد سے بریلی جانے والی سڑک پر ہیں۔

پٹنہ - شمالی مونگھیر اور بیگو سرائے سب ڈویژن میں سیلاب کی سطح بلند ہونے سے کئی بند ٹوٹ گئے ہیں۔ ایک لاکھ نفوس سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔

۱۹ راگست دہلی - بہار کے سیلاب کے متعلق تازہ اطلاعات سے پتہ ملتا ہے کہ اس سال کے سیلاب ملک کی تاریخ میں سب سے زیادہ خوفناک تھے۔ بلکہ ۱۹۳۴ء کے زلزلہ سے بھی زیادہ تباہ کن تھے۔ ہزاروں مواضعات پانی میں ڈوب گئے اور لاکھوں اشخاص بے گھر ہو گئے۔ اور وہ مکانات کی چھتوں۔ درختوں کی شاخوں اور ٹیلوں پر بھوکے ننگے پناہ ڈھونڈتے رہے۔ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ کنویں سیلاب کے پانی سے بھر گئے ہیں اور پینے کا پانی نہیں ملتا۔ کئی وبائی امراض کا خطرہ ہے۔

سرینگر - پرسوں بارہ مولا میں ہولناک آتشزدگی سے ۲۸۹ مکانات جل کر راکھ ہو گئے۔ ایم انجنوں نے ۴ گھنٹوں کے بعد بڑی مشکل سے آگ بجھائی۔

دہلی - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے باشندگان ملک خصوصاً پارچہ بانی کے کارخانہ داروں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ شمالی ہندوستان کے مصیبت زدگان کے لئے فراخدلی سے چندہ دیں۔

ماسکو - روس کے وزیر دفاع نے مغربی سفیروں کو اپنے پاس بلا کر ان کے ساتھ "جنگ کے خلاف اور امن کے لئے" جام چڑھائے۔ انہوں نے کہا روس لڑنا نہیں چاہتا لیکن وقت پڑنے پر تیار ہے۔

تیفن - سلطان مراکش کے سپاہیوں نے عرب قصبہ میں داخل ہو کر چالیس علماء کو گرفتار کر لیا ہے۔ جنہیں رباط پہنچا دیا گیا اور وہاں ان کو سلطان کے حضور پیش کیا جائے گا۔

حیدر آباد - نظام آباد کے فسادات کے متعلق اطلاعات سے پتہ چلا ہے کہ یہ فساد اچانک نہیں ہوا بلکہ اکا دکا حملے کئی ماہ سے ہو رہے تھے۔ اور یہ واقعات پولیس اور دوسرے اعلیٰ افسران کے علم میں تھے۔ فسادی منظم تھے اس لئے پولیس ان پر قابو نہ پا سکی۔

واشنگٹن - وائٹ ہاؤس نے اعلان کیا ہے کہ صدر آئزن ہاور کی دعوت پر وزیر اعظم پاکستان اکتوبر کے اوائل میں یہاں آئیں گے۔ ۱۸ راکتوبر کو آئزن ہاور ان کے اعزاز میں دعوت کریں گے اور دونوں ملکوں کے مشترک مفاد کے امور پر گفت و شنید ہوگی۔

بغداد - وزیر اعظم عراق کی تحریک پر امہ پارٹی توڑ دی گئی ہے۔ قبل ازیں دستور پارٹی بھی ٹوٹ چکی ہے۔ پارلیمنٹ میں امہ پارٹی کو ۲۴ اور دستور پارٹی کو ۴۰ نشستیں حاصل تھیں۔ یہ اقدام پارلیمنٹ کے انتخابات کے لئے کیا گیا ہے۔ جو وسط ستمبر میں ہوگا۔

لکھنؤ - لکھنؤ کے قریب دریائے گومتی خطرہ کے نشان سے تین فٹ رہ گیا ہے۔ کئی دیہات سیلاب کی زد میں آگئے ہیں۔

کانپور - کانپور کے قریب دریائے گنگا میں پانی چڑھ رہا ہے۔ پانی کی سطح خطرہ کے نشان سے دو فٹ کم رہ گئی ہے ضلع کے ۱۸ مواضعات زیر آب ہو گئے ہیں۔

ملبورن - ایوانِ عام کے ایک سرکاری ممبر نے امور خارجہ پر بحث کے دوران میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہمسایہ ایشیائی ممالک کی ایک مختصر تعداد کو آسٹریلیا میں آباد ہونے کی اجازت نہ دی جائے "سفید آسٹریلیا" کی پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

۲۰ راگست لاہور - فریب دہی کی سب سے بڑی واردات کا انکشاف کیا ہے۔ اور لاہور کے ایک فلم پروڈیوسر۔ تاجر اور بنک کے انسپکٹر کو گرفتار کیا گیا ہے ۲۰ لاکھ کے لگ بھگ روپیہ خورد برد کیا گیا ہے۔

ڈھاکہ - مسلسل بارش کی وجہ سے مشرقی بنگال میں سیلاب کی شدت بڑھ گئی۔ وسیع علاقے میں ہیضہ کی وبا پھیلنے کا خطرہ ہے۔ امدادی کارروائیاں جاری۔ اسوقت حکومت مشرقی بنگال میں پونے آٹھ لاکھ روپیہ اور چھ ہزار من چاول کی امداد دی گئی ہے۔

نیو یارک - اقوام متحدہ کے سات نئے نائب سیکرٹریوں میں ایک پروفیسر بخاری کو مقرر کیا گیا وہ اطلاعات کے انڈر سیکرٹری ہوں گے آپ اس سے قبل اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندہ تھے۔